بانیِ ادارہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی
قدس سرہٗ

خدام الدین

22
1

محمد
رسول اللہ

28-5-76

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

احادیث الرسول

کلمہ شہادت کی برکت

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذَالِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۔

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان سے قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ یہی اللہ تعالےٰ کے قول کا مطلب ہے کہ اللہ ایمان والوں کو مضبوط کرتا ہے۔ مضبوط بات سے دنیا اور آخرت کی زندگی میں ثابت قدم رکھتا ہے۔

اس حدیث میں کلمہ شہادت اور اس کی فضیلت واضح کی گئی ہے۔ جو لوگ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنی زندگی میں اس کلمے کو اصل بناتے ہیں انھیں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت دونوں میں ثابت قدم رکھتا ہے دنیا میں ثابت قدم رکھنے سے مراد یہ ہے۔ کہ جب ان پر کوئی امتحان یا آزمائش آجائے یا کسی ابتلا میں ڈالے جائیں تو وہ اعتقاد پر قائم رہتے ہیں لوگ خواہ انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں، آگ میں ڈالیں، دہکتے کوئلوں پر لٹا دیں۔ وہ اللہ کی وحدت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور اسلام کی صداقت پر کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کرتے۔

آخرت میں ثابت قدمی سے یہ مراد ہے کہ جب کوئی مومن اس جہان فانی سے کوچ کر کے دوسری دنیا کو سدھارتا ہے تو قبر میں اس سے اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا پیغمبر کون ہے؟ اور تیرا دین کون سا ہے؟ ایسا مومن وہاں کلمہ شہادت پڑھتا ہے۔ جس میں مذکورہ بالا سوالوں کے جواب موجود ہیں۔ اسی طرح آخرت میں بھی مومنوں کو اس کلمے پر ثابت قدم رکھتا ہے اور نجات کا سبب بناتا ہے۔ کلمہ شہادت میں جن بنیادی عناصر کا ذکر ہے انہی پر انسانی زندگی کا دار و مدار ہے۔ دنیا میں سربلندی اور آخرت میں سرخروئی انہی حقائق کو ماننے اور پوری طرح تسلیم کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ عناصر مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں: اس چیز کا اقرار کرنے سے انسان پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کو تمام کائنات پر سب سے حاوی ہستی تصور کرے اسے مختار کل تسلیم کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ اور اس کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کرے۔ کہ ایسا یقین کرنے والا شخص باطل طاقتوں سے کبھی خوف نہیں کھا سکتا۔ (۲) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں یعنی اللہ کی تمام تعلیمات اور احکام ان کے ذریعے ہی دنیا میں پہنچے ہیں۔ مذہب اسلام اللہ کا ہی بنایا ہوا۔ حق تعالیٰ کی صحیح اطاعت و فرمانبرداری ایسی صورت میں کی جا سکتی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو بطور نمونہ اپنے سامنے رکھا جائے۔ اس لیے رسول اللہؐ کی اطاعت ہی کامیابی و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اس نبی آخر الزماںؐ کی رسالت اور صداقت پر یقین رکھنے والا انسان دنیا کی عملی زندگی میں کوئی ایسی مشکل نہیں پا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد نمبر ۲۳ — شمارہ نمبر ۱۰

جاری کردہ
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

رئیس التحریر
مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

ادارہ تحریر
مولانا محمد اجمل
زاہد الراشدی
صالح محمد صدیقی

بدل اشتراک

سالانہ	۳۵.۰۰
ششماہی	۱۸.۰۰
سہ ماہی	۹.۵۰
فی پرچہ	۰.۷۵

محکمہ اوقاف توڑ دیا جائے!

جمعیۃ علماء اسلام کے قائدین حضرت درخواستی، مولانا مفتی محمود اور مولانا عبید اللہ انور نے اپنے علیحدہ علیحدہ اخباری بیانات میں مدرسہ نصرۃ العلوم جامع مسجد نور گوجرانوالہ کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لیے جانے کے اقدام کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے مداخلت فی الدین قرار دیا ہے اور واضح کیا ہے کہ حکومت کی اس پالیسی کی سختی کے ساتھ مزاحمت کی جائے گی اور مدارس و مساجد کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا۔

اس سے کچھ عرصہ قبل جمعیۃ نے اپنی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ محکمہ اوقاف کو بلا تاخیر توڑ دیا جائے۔

اس حقیقت کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں جھٹلا سکتی کہ پاکستان کا قیام اسلام کا مرہونِ منت ہے۔ اور اگر اسلام کی بنیاد پر تقسیم ملک کا نعرہ نہ لگایا جاتا تو یہ بیل کبھی منڈھے نہ چڑھتی۔

جب یہ حقیقت ہے تو یہاں اسلامی نظام کا قیام حکمرانوں کا اولین فریضہ تھا لیکن آج تیس سال ہونے کو ہیں اسلام کو بہ حیثیت مجموعی اپنانا اور نافذ کرنا تو دور کی بات ہے یہاں ایک قانون بھی اسلام کا نافذ نہیں کیا گیا بلکہ ایسے متعدد اقدامات کیے گئے اور کیے جا رہے ہیں جو واضح طور پر اسلام دشمنی کے زمرہ میں آتے ہیں۔

تفصیلات سے قطع نظر محکمہ اوقاف ہی کو دیکھیں کہ حکومت نے یہ محکمہ بنایا کس دعاوی کے بل بوتے پر اور ہو کیا رہا ہے؟

مزارات کو مجاوروں کے الٹے تلّوں سے بچانے کی خاطر سنبھالا تو غیر سرکاری کے بجائے سرکاری مجاوروں کی ایک کھیپ سامنے آگئی جو غیر سرکاری مجاوروں کے بجائے کہیں زیادہ بربادی کا باعث بن رہی ہے۔

بعض مزارات خاص سیاسی بنیادوں پر واپس کر دیے گئے ، بعض کے خوبصورت منقش دروازے بنوا کر اور انہیں سال بہ سال روح کیوڑہ اور عرق گلاب سے غسل دے کر سمجھ لیا گیا کہ اوقاف کا مقصد پورا ہو گیا ۔ سرکاری اہلکاروں کی دستار بندی کی عیاشی اس پر مستزاد ہے اور اس کو بڑا کارِ خیر سمجھا جاتا ہے ۔

مساجد میں سے ان مساجد کو لیا گیا جن کے ساتھ کچھ آمدنیاں تھیں ۔ اور پھر ان کے انتظامات کی جو درگت بنی وہ محکمہ کے بزرجمہروں کے چہروں کی وہ سیاہی ہے جسے سات سمندروں کا پانی بھی دھو نہیں سکتا ۔

وقف کی آمدنیاں جو خاص مقصد کے لیے ہوتی ہیں اور جنہیں واقف کی مرضی و منشا کے بغیر صرف نہیں کیا جا سکتا شیرِ مادر سمجھ کر ہضم کی جا رہی ہیں اور ان کے دو وہ بے ہودہ مصارف تلاش کیے گئے ہیں کہ عزازیل لعین بھی سر پیٹ کر رہ گیا ۔

حکومت اگر دینِ اسلام کے معاملہ میں مخلص ہوتی تو وہ تمام مساجد کا انتظام اسی طرح سنبھالتی جس طرح خلافتِ راشدہ اور بعد کے سنہری ادوار میں تابعین اپنا فرض سمجھ کر نظم و انتظام کرتی لیکن منبر و محراب کے تقدس کو آلودہ نہ کرتی لیکن آج واضح صورت یہ ہے کہ اس محکمہ کو محض سیاسی اغراض کی خاطر استعمال کیا جا رہا ہے اور خطباء و علماء کی ایک ایسی فوج ظفر موج طیار کی جا رہی ہے جو منبر و محراب میں کھڑے ہو کر سرکار کی قصیدہ خوانی کرے اور اس طرح رسوائی حرم کا باعث ہو ۔

اس وقت ہمارے سامنے ایک تازہ خبر ہے جو سرکاری پارٹی کی ایک حلیف جماعت کے آرگن صداقت کراچی کی اشاعت مجریہ ۱۸ مئی ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی ہے ۔ اس میں پی ۔ ای سی ۔ ایچ کراچی بلاک ۲ کی جامع مسجد رحمانیہ کو محکمہ اوقاف نے اس شرط پر سابق انتظامیہ کو واپس کر دیا ہے کہ اس مسجد کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا ۔

یہ خبر بجائے اس دعوے کی واضح دلیل ہے کہ محکمہ اوقاف سیاسی مقاصد کے لیے استعمال ہو رہا ہے اور اس کی دوسری دلیل مدرسہ نصرۃ العلوم جامع مسجد نور گوجرانوالہ پر غاصبانہ تسلط ہے ۔ جبکہ اس کے ساتھ دکان چھوڑ ایک کھوکھا تک نہیں ۔

اور پھر یہ ساری کاروائی مسٹر کوثر نیازی کے اس اخباری بیان کے خلاف ہے جس میں اس نے مدارس وغیرہ کو محکمہ اوقاف کے قبضہ میں نہ لینے کا واضح اعلان کیا تھا ۔ نیز مسٹر بھٹو نے ہماری مصدقہ معلومات کے مطابق قائد جمعیۃ مفتی محمود سے واضح وعدہ کیا تھا ۔

اس کے باوجود یہ حرکات ہماری سمجھ سے بالا ہیں ۔ ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ مداخلت فی الدین ہے ، کھلی دھاندلی ہے ، ناروا جسارت ہے اور اس کی مزاحمت ہو گی ۔ اور پوری قوت سے ! حکومت کو اپنی فورسز پر ناز ہے تو ہمیں رب کی دستگیری پر ! اور وہ خدا جو سفید چمڑی والے انگریز کے زمانہ میں مظلوموں کی امداد کرتا رہا ۔ اور مدارس و مساجد کی حفاظت کرتا رہا ۔ وہ سیاہ چمڑی والے صاحب بہادر کے دور میں بھی امداد کرے گا ۔ اور ضرور !

حکومت کے لیے مناسب یہی ہے کہ اس محکمہ کو توڑ دے اور فوراً توڑ دے ۔ نیز ہر مکتب فکر کے علماء بشمول علماء اوقاف پر لازم ہے کہ وہ متحدہ آواز اٹھائیں ورنہ جو طوفان اٹھیں گے ان کے نتیجہ میں کسی مسلک کی خطابت اور جبہ و دستار باقی نہ رہیں گے ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

مقالہ خصوصی

بائیسواں سال

امام العلماء شیخ التفسیر حضرت لاہوری قدس سرہ کی محبوب دینی یادگار ہفت روزہ خدام الدین اس شمارہ سے بائیسویں سال میں قدم رکھ رہا ہے ۔

اس پر ہم خدائے بزرگ و برتر کے حضور سجدہ ریز ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ان قارئین ، معاونین اور اہل صدق و صفا کے بھی شکر گزار ہیں جن کی توجہ

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

ذِکر اور مجلسِ ذِکر

قرآن و حدیث کی روشنی میں

شیخ طریقت مولانا عبید اللہ انور زید مجدھم

بعد الحمد والصلوٰۃ :

گزشتہ آیت کریمہ کے بعد کچھ حضرات آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہیں مسلک اہل حدیث سے متعلق اور دور سے آئے ہیں ذکر کی خاطر لیکن ہمارے مسلک کے بعض احباب کہتے ہیں کہ یہ تو جائز ہی نہیں بلکہ شرک ہے (معاذ اللہ) گویا اللہ کا نام لینا ہی شرک ہوگیا۔

کوئی دوسرا بھائی تھا وہ بریلوی مسلک سے تعلق رکھتا تھا وہ کہنے لگا کہ مجھے اس سے یہ روکتے ہیں کہ یہ اہل اللہ کے ناقدرے ہیں اور حضور علیہ السلام کی گویا گستاخی کرتے ہیں۔ ھٰذا بُھتَانٌ عَظِیْم۔ اس سے زیادہ کیا کہہ سکتا ہوں حضرت رحمہ اللہ تعالےٰ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان نے بریلویوں کے منہ میں لفظ دے رکھا ہے وہابی کا۔ جو بات ان کی طبیعت کے خلاف ہو اس پہ وہابی وہابی اور وہابیوں کے منہ میں لفظ دے رکھا ہے بدعت کا۔ جو بات ہو وہ بدعت ہی بدعت اور شرک نظر آتی ہے۔ قرآن کریم کی ایک آیت جو اکثر پڑھتا ہوں اور ایک حدیث نقل کر رہا ہوں۔ حدیثیں بھی بے شمار ہیں۔ بہرحال قرآن کریم اور احادیث میں ذکر و حلقہ ذکر کی فضیلت بار بار بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ۔

ترجمہ: اور تھام رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام، طالب ہیں اس کے منہ کے اور نہ دوڑیں تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر۔ (حضرت شیخ التفسیر لاہوریؒ)

یہ آیت کا حصہ ہے (پوری آیت نہیں) یہ آیت اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے۔ کیونکہ باریاں بندھی ہوئی تھیں کہ فلاں دن فلاں زوجہ کے یہاں فلاں دن فلاں کے یہاں۔ اور جب آیت اتری تو گھر چھوڑ کر اسی وقت ایسے لوگوں کی تلاش میں نکلے جن کو ذکر اللہ میں مشغول پایا۔ ان کے بال بکھرے ہوئے تھے، کھالیں خشک تھیں، مشکل سے انہیں ایک کپڑا میسّر تھا۔ آپ فوراً ان کی مجلس میں بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا۔

ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر، اس کی تسبیح، حمد و ثنا اور اس کی بڑائی اور بزرگی بیان کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو۔ جو صبح و شام یادِ خدا ہی میں لگے رہتے ہیں۔ خواہ وہ فقیر ہوں یا امیر، خواہ وہ رذیل ہوں یا شریف، خواہ وہ قوی ہوں یا ضعیف بہرحال جو ذکر اللہ میں مشغول ہوں۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا نشست و برخاست انہی لوگوں کے ساتھ ہونی چاہیے۔

مسند احمد میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ کے لیے جو مجلس جمع ہو اور نیت بھی ان کی بخیر ہو تو آسمان سے منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ اٹھو حق تعالےٰ نے تمہیں بخش دیا۔ تمہاری برائیاں بھلائیوں سے بدل دیں۔

اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ مجلس ذکر میں

حاضر ہونا ہزار رکعت نماز نفل سے، ہزار جنازوں میں
حاضری سے اور ہزار مریضوں کی عیادت سے افضل ہے
حالانکہ یہ اعمال بذات خود بہت بڑے فضائل و مراتب
کا باعث ہیں۔ اس کے باوجود ذکر اللہ کی مجلس میں
بیٹھنا افضل ہے کہ اس میں اجتماعیت ہے اور اجتماعیت
کے متعلق اللہ فرماتے ہیں۔ یَدُ اللہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ،
یَدُ اللہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ، اس مجلس میں شرکت کرنے
والے کی سعادت حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ھُمْ
قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
میں نے تم کو بخش دیا۔ یعنی ذکر کرنے والی جماعت اور
گروہ کو، اس پر فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ان میں ایک
فرد ایسا بھی تھا جو ان میں سے نہ تھا۔ تو اس پر
خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جماعت ایسی ہے کہ ان
کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رکھا جاتا۔

مطلب یہ ہے کہ ان ذاکرین کی برکت سے وہ بھی
بخشا گیا اگرچہ ذاکر نہ تھا۔ اس حدیث سے مجالس ذکر
کی کتنی بڑی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

اب بتلائیے کہ اللہ کا فرمان تو یہ ہے کہ فَاذْکُرُوْنِیْ
اَذْکُرْکُمْ اور اَلَا بِذِکْرِ اللہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ،
اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی
جُنُوْبِھِمْ۔ یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا
اور یہ کہ خبردار ذکر ہی اطمینان قلب کا باعث ہے اور
یہ وہ لوگ اٹھتے بیٹھتے لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد
کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے مال دولت کسی چیز میں بھی
اطمینان قلب نہیں اطمینان صرف ذکر میں ہے۔

مقصد واضح ہے کہ ؎

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

حضرت فرماتے اگر بھینس دودھ دیتی ہے تو آپ
اس کو چارہ، کھل، بنولہ سب کچھ دیں گے لیکن اگر وہ
دودھ نہیں دیتی تو آپ اسے رکھیں گے نہیں کیونکہ بھینس
کا مقصد ہی دودھ ہے۔

اسی طرح مرغی انڈے دیتی ہے تو اس کا خرچ
برداشت ہوتا ہے۔

اور انسان حقیقی معنوں میں وہ ہے جو مقصد حیات
کو سامنے رکھے، اسے پورا کرے۔ بصورت دیگر وہ جلد
ہی پھٹکار و عذاب کا شکار ہو جاتا ہے۔

تمام کتابیں اور انبیاء علیہم السلام اس مقصد
حیات کو واضح کرنے کے لیے آئے ہیں۔ قرآن میں
ہے کہ ہم نے جن و انس کو صرف عبادت کے لیے پیدا
کیا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابی پوچھتے ہیں
کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے سب سے
بہتر کام بتائیں۔ تو فرماتے ہیں لَا یَزَالُ لِسَانُکَ
رَطْبًا بِذِکْرِ اللہِ کہ تیری زبان ہر وقت ذکر اللہ سے
تر رہے اور خود آپؐ کا معمول ہے یَذْکُرُ اللہَ
عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ۔ کہ آپ ہر وقت یاد الٰہی میں
مشغول رہتے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ کہ میری صرف آنکھیں
سوتی ہیں دل پھر بھی یاد خدا میں مشغول ہوتا ہے۔
تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔ یہی اللہ والوں
کا حال ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ جو دم غافل سو دم کافر
اور یہ صورت اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھے بغیر
نصیب نہیں ہوتی۔ ان چیزوں کو شرک و بدعت کہنا
کس قدر اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کی تعلیمات سے
بے اعتنائی اور بے توجہی ہے، معاذ اللہ۔ اور اسے
بے رغبتی کہوں، بے ادبی کہوں یا کیا کہوں؟ کہنے کو
اہل حدیث، لیکن حدیث کے واضح فرمودات کے باوجود
قول و عمل یہ! اگر خود عمل کی توفیق نہیں تو جو کر رہا
ہے کم از کم اسے تو نہ روکیں۔ آج لاکھوں ہیں جنہیں
نماز حتیٰ کہ عید کی بھی توفیق نہیں۔ اور ہزاروں کروڑوں
ہیں جنہیں زکوٰۃ کی توفیق نہیں۔ انہیں کہنے سننے کی
توفیق نہیں لیکن جو ذکر میں مشغول ہیں ان کو روکنے
کے شیطانی فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت
نصیب فرمائے۔

کسی نے یہ بھی کہا کہ اگر یہ ذکر کرنا ہی ہے۔ تو
گھروں میں کریں مسجدوں میں نہیں حالانکہ مساجد نماز،

ذکر، تلاوت کے لیے ہی ہیں۔ پتہ نہیں لوگ کیا خیال کرتے ہیں۔ درود شریف، کلمہ، تلاوت، نماز جو کچھ کریں۔ سبحان اللہ۔

ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ نے غلام کی درخواست کی لیکن یہ درخواست حضرت عائشہ رضؓ کے واسطہ سے ہوئی۔ تو حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا اس سے بہتر چیز دیتا ہوں سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر ۳۳، ۳۳ اور ۳۴ مرتبہ بعد از نماز پڑھا کرو۔ سبحان اللہ! مانگا کیا ملا کیا! غلام باندی مل جاتی تو تھوڑی سی راحت ہو جاتی۔ لیکن یہ تسبیحات فاطمی ہیں۔ ان میں نجات ہے، آخرت کی کامیابی ہے، یہ بھی ذکراللہ ہے اور ذکر کیا ہے؟ ہم پیران پیر کا نام اس طرح تو نہیں لیتے کہ ع امداد کن امداد کن الخ حالانکہ ہم قادری ہیں لیکن یہ نہیں پڑھتے کہ صحیح نہیں۔ ہمارا ذکر کلمہ درود، تسبیحات ہیں اور ہماری گیارھویں یہ ہے کہ ذکر شروع کرنے سے پہلے قل ہو اللہ ۱۱ مرتبہ پڑھ کر ایصال ثواب کرتے ہیں اس کے بعد دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اپنے نام کی توفیق نصیب فرما، اپنے نام کا شوق و لذت نصیب فرما، وہ کام کرنے کی توفیق نصیب فرما جن میں تیری اور تیرے حبیب کی رضا ہو۔ ان کاموں سے بچا جن سے تیری اور تیرے حبیب کی ناراضی ہو۔ اس کے بعد ذکر ہوتا ہے لا الٰہ الاّ اللہ، الا اللہ وغیرہ کی دس دس تسبیحات ہوتی ہیں "ہو" بھی اللہ کا نام ہے اس کے بعد دعا ہوتی ہے۔ ساری امت کے لیے، اپنے لیے مغفرت و صحت کے لیے۔ اس میں کون سی برائی ہے۔ کم ازکم تو یہ ہے کہ اتنا وقت برائیوں سے بچ جاتا ہے اور یہ وہ نعمت ہے جس پر حبیبؐ خدا خوش ہوتے ہیں۔

بہرحال یہ سب کچھ توفیق الٰہی پر منحصر ہے، وقت ہمارا بھی گزر جائے گا، ان کا بھی گزر جائے گا۔

اللہ تعالےٰ اپنا رحم فرمائے، اپنے نام کی توفیق دے۔ دیکھئے ۸ اور ۲۰ تراویح کا مسئلہ ہے۔ میں نے سیدھی سی بات کہی کہ ہم ۲۰ پڑھتے ہیں ۸ تو ہو گئیں باقی اضافہ سہی لیکن اگر قیامت کے دن ۲۰ پر بات آگئی تو آپ کیا کریں گے۔ حالانکہ حضور علیہ السلام نے تو فرضیت کے خطرہ سے بچتے ہوئے تین دن سے زیادہ احتراز کیا۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ نے برابر ۲۰ پڑھیں۔ لیکن اس کو جرأت سے بدعت کہنا کس قدر جسارت ہے۔ خدا گستاخی سے بچائے کہ الدین کلہ ادب۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

توبہ کرنا آسان لیکن گناہ چھوڑنا مشکل ہے

(حضرت امام جعفر صادقؒ)

جامعہ پشاور میں سیرت کانفرنس

اکابر کی آمد ○ طلبہ کا جوش

آنکھوں دیکھا حال

مدیر کے قلم سے

یہ ۳ مئی کی سہانی صبح تھی، میں جمعیۃ طلباء اسلام کے راہنما میاں محمد عارف اور مخدوم زادہ مکرم میاں اجمل قادری کے ہمراہ بس کے ذریعہ پشاور پہنچا۔ اڈہ سے سیدھا دفتر جمعیۃ علماء اسلام نمک منڈی سرکی روڈ گئے وہاں چند منٹ ٹھہر کر جامعہ پشاور چلے گئے۔ جامعہ میں پہنچ کر سب سے پہلے رفیق مکرم قبلہ ایاز صاحب کے پاس گئے۔ آپ جمعیۃ طلبا اسلام کے صف اول کے رہنماؤں میں تھے بڑے جی دار اور وضعدار قسم کے دوست ہیں۔ اب جامعہ کے شعبہ اسلامیات میں لیکچرار ہیں وہیں کوہاٹ کے سجاد صاحب آملے ان دوستوں کے ہمراہ گیسٹ ہاؤس گئے جہاں مہمانوں کے قیام کا انتظام تھا حضرت مخدوم و مکرم مولانا عبیداللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب وہاں تشریف فرما تھے۔ موصوف کل شام ہی لاہور سے یہاں پہنچے تھے۔ حضرت درخواستی قبلہ بھی پہنچ چکے تھے اور جامعہ کے متصل ایک جماعتی دوست کے مکان پر تشریف فرما تھے، جبکہ مفکر اسلام مفتی محمود کی انتظار تھی۔ یہ سب حضرات جامعہ پشاور سٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی سیرت کانفرنس میں شریک ہو رہے تھے جو آج ہی ۹ بجے کانووکیشن ہال میں منعقد ہو رہی تھی۔

جامعہ پشاور سٹوڈنٹس یونین کے ارباب حل و عقد ادھر سے ادھر بھاگے پھر رہے تھے۔ انتظامات میں مصروف مہمانوں کی دیکھ بھال، ان کے آرام و آسائش کا خیال سب چیزیں ان کے فرائض میں شامل تھیں۔

بالخصوص صدر یونین صفدر خان اور جنرل سیکرٹری جاوید ابراہیم بڑے ہی زیادہ ہی سرگرم عمل تھے، ان میں سے اول الذکر پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نمائندے تھے تو ثانی الذکر جمعیت طلباء اسلام کے۔

دونوں بہادر ہیں، مجاہد ہیں وضع دار ہیں، اہل حق و صداقت سے مخلصانہ وابستگی رکھتے ہیں، دونوں تنظیموں نے امسال جامعہ یونین کے انتخاب میں انتخابی معاہدہ کیا، مقابلہ میں گورنمنٹ کی طالب علم تنظیم پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن تھی اور اس کی پشت پر مرکزی و صوبائی وزراء کی فوج ظفر موج، سرکاری وسائل اس پر مستزاد، دوسری مد مقابل اسلامی جمعیۃ طلبہ تھی جو مدت سے عجیب و غریب ہتھکنڈے اپنا کر طلبہ کی قیادت کی مدعی بنی ہوئی تھی امسال اسے مختلف مقامات پر منہ کی کھانا پڑی، ان جگہوں میں جامعہ پشاور بھی ہے جہاں ان بہادر ساتھیوں نے گورنمنٹ کے ساتھ ساتھ ان کا بھی بیڑا کر دیا اور اس طرح بیک وقت حکومت اور ان مدعیان اسلام کی طرف سے پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا۔ ان دوستوں نے کامیابی کا ریکارڈ قائم کیا۔ اور بالخصوص جاوید ابراہیم تو سب سے بازی لے گئے۔

بہر حال ہم لوگ گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرے رہے، یہاں مختلف حضرات آتے رہے اور ولی بن ولی مولانا عبیداللہ انور سے ملاقات کرتے رہے ان ملاقات کرنے والوں میں جامعہ کے وائس چانسلر جناب جی۔ ایم، خٹک اور جامعہ کے معروف استاذ قاضی مجیب ازہری صاحب بھی تھے وقت مقررہ پر جاوید ابراہیم صاحب نے ہمیں کانووکیشن ہال چلنے کا کہا اور ہم لوگ اپنے واجب الاحترام رہنما مولانا انور کی قیادت میں کانووکیشن ہال پہنچ گئے۔

ابھی ابھی قائد جمعیۃ، مفکر اسلام حضرت العلام مفتی محمود تشریف لائے، وہ علی الصباح اسلام آباد سے چلے، نوشہرہ سے مردان کی طرف رخ کر لیا وہاں این۔ ڈی۔ پی کے بیدار مغز قائد جناب شیر باز مزاری اور دوسرے رہنماؤں سے ملے اور پھر جامعہ کی طرف آگئے جامعہ سے کئی میل دور عزیز طلبہ کا ایک گروپ اپنے بہادر رہنما کے

...پہ ... تھا ... آئے تو نعروں کی گونج تھی، جامعہ ... تو ... کا رنگ بدلا ہوا تھا، ہر طرف خوشی و مسرت کھلتے چہرے، مفتی صاحب ہال میں داخل ہوئے تو نعرے ... تھے۔ ان کے متصل مولانا انور داخل ہوئے تو فضا میں ایک بار پھر ارتعاش پیدا ہوگیا۔

اوپر نیچے چھ ہزار سیٹیں ہیں ان پہ سامعین تشریف فرما تھے، اردگرد کھڑے ہونے والوں کی تعداد متعین کرنا مشکل! گیلری میں طالبات کی کافی تعداد موجود تھی، لیکن سب کے سر جھکے ہوئے، نگاہیں نیچی اور شرم و حیا کی پیکر بن کر وہ گوش بر آواز تھیں ایسی خوشی و مسرت کے جذبات بہت کم دیکھنے میں آئے، جب کہ کوئی صدر، وزیر اعظم گورنر، وزیر اعلیٰ نہیں بلکہ بوریہ نشین آ رہے تھے لیکن یہ بوریہ نشین وارث علوم نبوت ہیں، فقر و غیرت کے مجسمے ہیں روایات اسلاف کے وارث ہیں ظلم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے للکارنے والے ہیں۔

گزشتہ رات ہی جامعہ کے ایک قابل صد احترام استاد مولانا محمد اشرف خان صاحب جو محض معلم نہیں بلکہ مزکی بھی ہیں اور ذمہ دار لوگوں کی روایت کے مطابق جامعہ کی دینی رونق ان کے دم قدم سے ہے، نے خواب دیکھا کہ حضور نبی رحمت ہمارے کانووکیشن ہال میں آئے، ان کا آنا سبحان اللہ، ان کے صدقہ تو سب کچھ ہے اور ان کے آنے رنگ بہاراں میں اور رونق آ جاتی ہے، خود صاحب دل ہیں سمجھ گئے کہ وارثان نبی کی آمد آمد ہے لیکن کچھ دوسرے مسند نشینان علم دفتر سے خواب کی تعبیر پوچھی تو جواب یہی تھا بس آج کی رونق و مسرت کا اصل سبب یہی لوگ تھے کہ ان جیسے مہمان کب کسی کو نصیب ہوں گے؟

شمشاد صاحب ہمارے دوست ہیں یونین کے لٹریری سکرٹری، جمعیتہ طلبا اسلام جامعہ یونٹ کے سربراہ، وہ سٹیج سیکرٹری تھے، بہ حیثیت صدر اجلاس وائس چانسلر صاحب محترم کے نام کا اعلان کیا، انہوں نے کرسی صدارت کو رونق بخشی۔ ان کے دائیں بائیں تین تین کرسیاں تھیں دائیں طرف مولانا محمد ایوب جان بنوری امیر جمعیتہ علمائے اسلام ... مولانا عبید اللہ انور، حاجی منیر شاہ صاحب ... مہمان ... کہ بائیں طرف قائد محترم مفتی محمود، جامعہ یونین کے صدر، صفدر خاں اور جناب مولانا محمد اشرف ... !

سٹیج پہ دائیں بائیں کرسیوں کے دو رویہ قطاروں میں جمعیتہ علمائے اسلام راولپنڈی کے راہنما قاری محمد امین مولانا محمد رمضان علوی، کوہاٹ کے حاجی محمد ابراہیم پراچہ نوشہرہ کے حاجی تیمر افضل میاں محمد عارف، مولانا محمد امیر بجلی گھر، جامعہ کے اساتذہ اور دوسرے عمائدین تشریف فرما تھے۔

سٹیج سیکرٹری نے تلاوت کا اعلان کیا تو نگاہیں جھک گئیں سبھی سراپا ادب ہو کر اور سنبھل کر بیٹھ گئے۔ قاری نے مسحور کن لہجہ میں تلاوت کی، سبحان اللہ، مرحبا، جزاک اللہ کی فضائل سے ہال میں گونج تھی، تلاوت کے بعد مہمان خصوصی آئے۔

حاجی صاحب کو مال و دولت خدا نے بہت دیا ہے لیکن تواضع اور انکساری ان کا اصل زیور ہے، اہل حق کے ساتھ مخلصانہ تعلق ہے ان کی خدمت کر کے خوش ہوتے ہیں۔ انہوں نے لکھی ہوئی تقریر میں صاحب سیرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا، طلبا کے جذبات دینی پہ مبارک پیش کی، ارباب جامعہ کی کاوش کو سراہا اور بیٹھ گئے۔

اب سٹیج سکرٹری گویا ہوئے کہ طلبا کے دلوں کی دھڑکن جاوید ابراہیم تشریف لا رہے ہیں، طلبا اچھل اچھل کر اور جھوم جھوم کر اپنے قائد کے لئے سراپا گوش ہو گئے جاوید نے پاٹ دار آواز میں

جمعیتہ علماء اسلام کے اکابر کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے یونین کی دعوت منظور کی۔ وائس چانسلر سمیت ارباب جامعہ کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے ہر طرح معاونت کی مہمان خصوصی کا شکریہ ادا کیا اپنی طالب علم برادری کا شکریہ ادا کیا اور پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن سے جمعیتہ طلبا کے اتحاد پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ہم نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ یہی لوگ ہیں جو اسلام کے معاملہ میں سب سے زیادہ مخلص ہیں جن کے دل ملک و ملت کی محبت سے معمور ہیں اس لئے ہم نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا انہوں نے ہماری پیشکش کو خوشی سے قبول کیا، آج ہم بنیان مرصوص ہیں اسلام کے معاملہ میں ہمارے خلوص کا منہ بولتا ثبوت آج کا یہ پروگرام ہے۔ انہوں نے واضح کیا۔

کہ ہمارا مرنا جینا اسلام کے لئے ہے۔ بزرگوں کے خادم

ملک کو بچائیں گے، ظلم کی دیواریں ڈھائیں گے
آخر وہ اپنے ساتھیوں سے گویا ہوئے کہ یہ مقدس محفل ہے
نابیوں سے گریز کریں
اور اس طرح مختصر تقریر ختم کی۔

اب جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما مولانا محمد امیر بجلی گھر بلائے گئے۔ آپ بقول مولانا عبیداللہ انور باغ و بہار شخصیت کے مالک ہیں تقریر بھی خوب ہوئی۔ پشتو اردو کے بہترین مقرر ہیں پشتو میں تقریر کی اور خوب، زبان یار من ترکی و من ترکی نمے دانم والا معاملہ تھا لیکن خلوص محبت کی آواز سے مطلب واضح ہو رہا تھا۔

انہوں نے طلبا پہ زور دیا کہ مذہب ہمارا محبوب و معشوق ہے اور محبوب و معشوق کے لئے سب کچھ قربان کرنا راہ عشق کا تقاضہ!

موصوف کے بعد مولانا عبیداللہ انور آئے، پھر میاں محمد عارف، پھر مفتی محمود اور آخر میں مرد درویش و قلندر حضرت درخواستی۔ (سب کی تقریریں علیحدہ پیش خدمت ہیں) ہر ایک نے اپنے انداز میں خطاب کیا۔

میاں عارف نے طلبا کی نمائندگی کی اور واضح کیا کہ ہمارے جوانوں کا نذرانہ دین برحق کی سربلندی اور ظلم کے مٹانے کے لئے حاضر ہے بزرگ حکم کریں اور بس۔

مولانا عبیداللہ انور نے اپنے دادا مکرم مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور اپنے ابا بزرگوار مولانا احمد علیؒ کی انقلابی سوچ کا ہلکا سا نقشہ پیش کیا۔ آواز میں طنطنہ تھا، مائیک پر آپ کیا کھڑے تھے گویا قدرت نے حسن و جمال کا پیکر لا کھڑا کیا تھا۔ قرآن و حدیث کے حوالوں سے صاحب سیرت کی بلند کرداری، اعجاز شان، شریعت کاملہ اور نہ معلوم کتنی باتیں مختصر وقت میں کہہ ڈالیں۔

والد سے لا بیہ سناہت ہے صحیح دلانہ اس دن ہوا۔ ولی بن ولی کی بات کسی نے کہی ہے تو غلط نہیں کی واقعہ وہ ایسے ہی ہیں بلکہ مجھے اجازت دیں کہ میں انہیں حضرت مجدد الف ثانیؒ سے کہوں مولانا لاہوریؒ کی فکر کا ترجمان کہوں مفتی محمود مائیک پہ کھڑے تھے تو ہال کے در و دیوار شہادت دے رہے تھے کہ سراپا علم بول رہا ہے بلکہ جادو کر رہا ہے۔ زبان کی لطافت، دمٹھاس، لہجہ کی تمکنت ظلم کو للکارا، منافقت پیشہ لوگوں کے بخیئے ادھیڑے، طلبہ کو حوصلہ دلایا اور واضح کیا جب تک ظلم ہے الحاد ہے زندقہ ہے ہماری جنگ جاری رہے گی۔

شیخ درخواستی آئے تو معاملہ ہی کچھ اور ہے، چہرہ مبارکہ کو دیکھ کر محسوس ہو رہا تھا کہ چاند اپنی نورانی کرنوں سمیت اس بوڑھے انسان میں جذب ہو کر رہ گیا ہے، خوبصورت طویل داڑھی، بال بال سے نور بکھر رہا تھا، سب کی نظریں چہرہ پہ جمی ہیں، اس پر واقعہ یاد آیا کہ علامہ کشمیری قدس سرہٗ انجمن خدام الدین لاہور کے جلسہ میں آئے، علامہ اقبالؒ نے دعوت کی تشریف لے گئے تو کوئی صاحب نظریں اٹھائے دیکھ رہے تھے فرمایا میاں جی بھر کر دیکھ لو یہ کھنڈرات پھر نظر نہ آئیں گے۔

شیخ درخواستی کو اسی طرح حدیث سے عشق ہے اسی طرح کی آواز بھی ہے، حضرت درخواستی کو حضرت دین پوری قدس سرہٗ نے سمجھا کہ اپنی پگڑی اتار کر ان کے سر پہ رکھ دی کسی نے کہا تو فرمایا میاں اس سے کام لینا ہے۔

اب وہ کام کر رہے ہیں اور خوب اور اس طرح کہ مسلسل سفر، نہ آرام نہ کھانا اچھے اچھے جوانوں کی ہمتیں جواب دے جائیں۔

تھوڑا عرصہ ہوا عمرہ سے آئے جب سے مسلسل سفر ہے اب چوتھا سفر ہے، پہلا شیخ کے شیخ حضرت حافظ محمد صدیق بھرچونڈی کے ایصال ثواب کے لئے دوسرا اپنے شیخ دین پوری کے لئے تیسرا والدین کے لئے اور اب چوتھا اکابر علماء دیوبند کے ایصال ثواب کے لئے۔

تقریر فرمائی دسویں قرآن کی آیات، لاتعداد احادیث، اردو، عربی، فارسی کے شعر تھے، علمی نکات بھی تھے، ظرافت بھی تھی اور جب فرمایا کہ
خوش رہو اہل پشاور ہم تو سفر کرتے ہیں۔

کو ہر آنکھ آبدیدہ تھی، لبوں پر مردِ قلندر کی درازیٔ عمر اور صحت کے لئے دعائیں آفریں واپس جانسے ... عجز و انکسار بن کر آئے شکریہ ادا کیا اور محفل برخاست ہو گئی۔

اول سے آخر تک ایک ہی رنگ رہا، نئی نسل نے جم کر سنا اور مجھے یقین ہے کہ عمل کا داعیہ لے کر اٹھی۔

حقیقت یہ ہے کہ ؎

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

والا معاملہ ہے، نوجوانوں کی صحیح تعلیم و تربیت ہو تو خالد و طارق آج بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

قصور ان کا نہیں قصور ان سیاسی تفندروں کا ہے جو ایک عرصہ سے غلط روی کا شکار ان معصوم کلیوں کو جو نہیں جانتیں۔ کب کھلنا کب مرجھانا ہے، غلط طریق سے استعمال کر رہے ہیں۔

اب اس نسل نے صحیح سوچنا شروع کر دیا ہے اور آج کا اجتماع اس سوچ کی لائن متعین کر چکا ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ اب یہ غلامانِ مصطفیٰ بن کر نظامِ مصطفیٰ کا نفاذ کرا کے چھوڑیں گے۔

تقریب ختم ہونے سے چند لمحات پیشتر مولانا انور لاہور پہنچے ... اختتام پروگرام سے فارغ ہو کر مفتی محمود اسلام آباد تشریف لے گئے اور حضرت درخواستی کوہاٹ، بلکہ حکما ... بھی ساتھ لے گئے وہاں بعد از مغرب، عشا، فجر درس دیئے، تقریریں بھی کیں، بیعت جہاد لی، طلبا کی دستار بندی کی، کچھ رات تقریریں کچھ دعائیں گزاری اور ثابت کر دیا کہ محمد مدنی کے وہ غلام اب بھی دنیا میں موجود ہیں جن کے کھانے پینے کا معاملہ براہ راست خدا کے ہاتھ ہے۔ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ۔

اگلے دن کوہاٹ سے ہم لوگ راولپنڈی آ گئے، قائد جمعیۃ سے ملے اور لاہور آ گئے۔ یہ محض آنکھوں دیکھا حال ہے اور وہ بھی اصل کا سواں حصہ رہ گئے تاثرات۔

بقیہ : مقالہ خصوصی

سے ہم اس قابل ہوئے۔

ساتھ ہی ایک دینی شکوہ ہے ان لوگوں سے جو کسی نہ کسی طرح اس خالص دینی جریدہ کے لیے مشکلات کا باعث بنے اور بن رہے ہیں۔

خدا انہیں توفیق دے کہ وہ صحیح طرزِ عمل اختیار کریں اپنا معاملہ اس دنیا میں ہی صاف کر لیں۔

خدام الدین کی پالیسی اور مقصد واضح ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ اس نے اپنے اکیس سالہ دور میں اپنے مقصد و پالیسی کو سامنے رکھا اور ہر ممکن طریق سے اس کے مطابق اپنے قارئین کی خدمت کی۔

یہ صحیح ہے کہ بعض موڑ ایسے بھی آئے جب کہ قارئین نے محسوس کیا اور بڑی شدت سے کہ اس سے حضرت لاہوریؒ کی روح مجروح ہو گی۔ لیکن آفرین ہے ان کے فرزند رشید اور ادارہ کے مہتمم و امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور پر جنہوں نے اس قسم کی کوئی کوشش بار آور نہیں ہونے دی اور اس قسم کے عناصر سے فوراً گلو خلاصی حاصل کی جو کسی طرح بھی دین و دنیوی بدنامی کا باعث ہوئے تھے۔

اب خداوند قدوس کی نظرِ شفقت و عنایت اور امیر محترم کی توجہ ارزانی سے خدام الدین ماضی کی حسین یادوں کو جلو میں لیے رواں دواں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس کا حلقہ مسلسل بڑھ رہا ہے مانگ بڑھ رہی ہے اور ہر طرف سے دعاؤں کے پیغامات موصول ہو رہے ہیں۔

میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ آپ کو کبھی کوئی سقم محسوس نہیں ہوگا اور اگر بتقاضائے بشریت ایسا ہو گیا تو اس کی اصلاح اپنا فرض سمجھوں گا اور سعادت! ایک بار پھر رب کائنات کے حضور سربسجود ہوں۔ امیر مکرم اور مفکرِ ملت مفتی محمود کی فکری رہنمائی کا مشکور ہوں، رفقاء ادارہ، قارئین، ایجنٹ صاحبان، قلمی معاونین سبھی کا شکر گزار ہوں۔ اگر ہم میں سے ہر ایک نے اپنا اپنا فرض پہچانا اور اسی طرح انہماک و قلبی توجہ سے کام کرتے رہے تو خدام الدین کا حسین ماضی پھر پلٹ آئے گا خدا حسنِ عمل کی توفیق دے۔

آپ کا مخلص ... جمادی الاول ۱۴۰۱ھ

جمعیۃ پشاور میں

ہماری سیاست دین سے الگ نہیں

قائد جمعیۃ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی تقریر

بعد خطبہ مسنونہ!

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ

جناب محترم، عزیزان گرامی! یہ جو سیرت کا جلسہ ہے جس کا اہتمام جامعہ پشاور سٹوڈنٹس یونین نے کیا ہے یونین کے ذمہ دار حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی وجہ سے آپ حضرات سے ملاقات کا موقعہ ملا۔

جناب والا! سیرت کا موضوع بڑا وسیع موضوع ہے جناب نبی کریم علیہ السلام کی سیرت ہماری انفرادی زندگی میں بھی ہماری رہنمائی کرتی ہے اور ہماری اجتماعی زندگی میں بھی وہ ہماری رہنما ہے وہ مذہب نماز روزہ میں رہنمائی کرتی ہے اور ملکی سیاست میں بھی ہماری رہنما ہے۔

آج کل عام طور پر یہ سمجھا جاتا کہ شاید ملکی سیاست کا دین اور جناب نبی کریم کی سیرت سے کوئی تعلق نہیں، سیاست الگ ہے اور دین الگ ہے عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے۔ لیکن میں آپ پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ سیاست اگر دین کے تابع ہو، اگر دین کی روشنی میں سیاسی کاروبار ہوتا ہے اگر سیاست کے اصول دین کی رہنمائی میں طے ہوں۔ تو وہ سیاست بھی دین ہے۔ اسے دین سے الگ نہیں کیا جا سکتا اور اگر سیاست دین سے لاتعلق ہو، وہ سیاست جس کے اصول تیار کئے جاتے ہیں تو قرآن و سنت کے نصوص پیش نظر نہ ہوں اس قسم کی سیاست لادینی سیاست ہے

میں آپ پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری سیاست صرف وہی ہے ہم اسی کے قائل ہیں جسے دین کی روشنی میں تیار کیا جاتا ہو اور دین سے لاتعلق سیاست سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہم اس پر تین حرف بھیجتے ہیں۔

میرے محترم عزیزو اور بھائیو! جب یہ بات طے ہو گئی تو اس کی روشنی میں عرض کروں گا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ وہ ہے جب آپ مکہ معظمہ میں تھے آپ کے پاس اقتدار نہ تھا۔ آپ مظلوم تھے۔ جب آپ مجبور تھے جب آپ پر مصیبتوں کی بارشیں ہو رہی تھیں، جب مشکلات کا سامنا تھا۔ اور جب آپ حزب اختلاف میں تھے۔ تیرہ سال کی سیاست یہ تھی۔ اور اس کے بعد دوسرا حصہ مدنی زندگی کا ہے مدینہ طیبہ میں آپ نے حکومت بنائی۔ حکومت کے اصول وضع کئے انتظام بنایا۔ اور اس وقت آپ کی سیاست وہ اقتدار کی سیاست تھی۔

جناب نبی پاک علیہ السلام نے حزب اختلاف میں رہنے کی سیاست بھی بتائی اور اقتدار سنبھالنے کے بعد کی بھی سیاست بتائی۔ لیکن آج ہم جس سیاست سے گزر رہے ہیں۔ وہ حزب اختلاف کی سیاست ہے۔ حزب اقتدار کی نہیں۔

میرے محترم دوستو، حزب اختلاف کی سیاست میں ہمیں آپؐ نے یہ بتلایا یہ تعلیم دی کہ اقتدار کے سامنے مت جھکو اور حق بات کہتے جاؤ استقامت کے ساتھ حق کا ساتھ دو اور باطل کا مقابلہ کرو

ایک مرتبہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آپؐ کے چچا ابو طالبؓ نے قریش مکہ کا مطالبہ پیش کیا کہ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ وہ ہمیں کچھ نہ کہیں ہمارے شرک اور بت پرستی کی تردید نہ کریں ہم انہیں ستانا چھوڑ دیں گے۔ اور اس پر بڑی بڑی پیشکشیں ہوئیں اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے۔ اگر سورج کو اتار کر میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند کو اتار کر میرے بائیں ہاتھ میں رکھ دیں پھر بھی میں باطل کا مقابلہ کرنے سے نہیں ہٹوں گا۔ اور حق کا اعلان کرتا رہوں گا۔ آپؐ نے ہمیں یہ تعلیم دی۔

قرآن مجید نے واضح طور پر بتلایا: وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ

کہ اس وقت تک تم باطل سے لڑو جب تک فتنے سارے ختم نہ ہو جائیں

اور جب تک طاقت صرف اللہ کی نہ ہو جائے اس وقت تک ہماری جنگ جاری رہے گی۔

اس لئے میں یہ واضح اعلان کرتا ہوں کہ جب تک پاکستان میں کم از کم خالص اسلام کا نظام عدل نافذ نہ ہو، جب تک پاکستان کے باشندوں کو انسانی اور اسلامی حقوق میسر نہ ہوں اس وقت تک ہماری جنگ جاری رہے گی اور کوئی بھی طاقت انشاء اللہ ہمیں جھکنے پر مجبور نہیں کر سکتی (نعرے)

بہرحال ہمیں جناب نبی کریمؐ کی سیرت سے سبق حاصل کرنا ہے۔ آج تو آپ دیکھتے ہیں کہ سیرت کے نام پر یہاں جلسے ہوتے ہیں۔ حکومت نے بھی حکومتی سطح پر انٹرنیشنل سیرت کانفرنس کا انعقاد کیا اور اس میں مقصد یہ نہیں تھا کہ سیرت سے کوئی سبق حاصل کیا جائے اس لئے کہ جو لوگ سیرت کانفرنس کا انعقاد کر رہے تھے۔ وہ حکومت کے سربراہ تھے حزب اقتدار کے لوگ تھے اور حزب اقتدار کا فریضہ ہے کہ عملاً وہ اس ملک میں خدا کے نظام کو قائم کریں۔ اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کو عملاً نافذ کر کے اپنا فرض پورا کریں اور میں واضح اعلان کرتا ہوں کہ جو لوگ با اختیار با اقتدار ہوتے ہوئے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے نظام کو اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے نافذ نہیں کرتے انہیں سیرت کانفرنس کے انعقاد کا کوئی حق نہیں انہیں کون حق دیتا ہے۔ اگر تمہیں پیغمبر کی سیرت پسند ہے اور تمہیں حضور علیہ السلام کا لایا ہوا نظام پسند ہے اور تم با اختیار بھی ہو تو کیا وجہ ہے کہ اس ملک میں اسلام کا قانون نافذ نہ ہو۔ کیا وجہ ہے کہ یہاں پر اسلامی حدود و قصاص اور تعزیرات نافذ نہ ہوں۔ کیا وجہ ہے کہ یہاں ہر ضابطہ فوجداری اور دیوانی قرآن و سنت کے مطابق نہیں؟ یہ ان لوگوں کی ذمہ داری تھی ایسے لوگوں کو پیغمبر کے نام پر جلسہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔

میرے محترم دوستو سیرت کانگریس میں انہوں نے باہر سے بڑے بڑے لوگوں کو بھی بلایا۔ اور اس سے پہلے بھی کچھ لوگ بلائے یہاں تک مدینہ طیبہ کی مسجد کے امام شیخ عبدالعزیز بن صالح اور مکہ مکرمہ کے امام شیخ عبداللہ بن سبیل کو بھی دعوت دی گئی۔ مجھے اعتراف ہے اور میں پورے وثوق کے ساتھ عقیدہ کی روشنی میں کہتا ہوں کہ اس پوری روئے زمین پر ان مقامات مقدسہ سے کوئی مقام زیادہ مقدس نہیں اور ان کے خطیب بھی لازماً مقدس ہیں۔ میں ان کا بہت زیادہ احترام کرتا ہوں اور شیخ بن صالح سے جو مدینہ طیبہ کے چیف جسٹس بھی ہیں ان سے تو میری ملاقاتیں بھی ہیں، میں ان کے دفتر میں بھی گیا، بہت سے فقہی مسائل پر ان سے گفتگو بھی ہوئی بہت بڑے متدین عالم ہیں

لیکن مجھے تھوڑا سا گلہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ تم جہاں پر سیرت کانگریس میں شرکت کے لئے یہاں آئے تھے اور آپ کو ہم سے ملنے کی اجازت نہیں تھی تو کم از کم راستے میں گزرنے والے ایک عام آدمی سے پوچھ لیتے کہ کیا یہاں پاکستان میں سیرت نبوی کے نظام کو نافذ کیا گیا ہے کیا یہاں حدود نافذ ہیں؟ کیا یہاں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے؟ یہاں بدکردار کو سنگسار کیا جاتا ہے۔ اتنا تو پوچھ لیتے! اور اگر ایسا ممکن نہیں تو پھر میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی سیرت کانگریس میں شرکت قطعاً جائز نہیں جس کے ذمہ دار لوگ با اختیار ہو کر بھی کفر کے نظام کو ٹھونسے ہوئے ہیں، اور اسلام کے نظام کو نافذ نہیں کرتے، یہ لوگ اس قابل نہیں کہ یہ یہاں پر پیغمبر کا نظام نافذ کریں۔ انہیں وہ اہلیت موجود نہیں، میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک شخص خود چور ہے اور وہ با اختیار بھی ہے تو وہ ایسے نظام کو کس طرح نافذ کریگا جس کے نفاذ کے بعد سب سے پہلے اس کا ہی ہاتھ کٹ جائے؟ وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا۔

آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ نیشنل اسمبلی میں بحث آئی وہ یہ کہ ریلوے کے دو انجن چوری ہو گئے ریلوے کے وزیر نے اعتراف کیا اسمبلی میں کہ ایسا ہوا ہے؟ لیکن چور کا پتہ نہیں چلتا۔ چور کا پتہ کیسے چلے؟ ریل کے انجن کو میں اور آپ چوری نہیں کر سکتے۔ بہت بھاری ہے اور پھر وہ پٹڑی سے ہٹتا نہیں، ہمارے اندر یہ طاقت نہیں کہ اس کو پٹڑی سے اتار سکیں، اس کے لئے بہت بڑے طاقتور ہاتھ کی ضرورت ہے اتنا طاقتور ہاتھ جس کے پاس کرین ہو اور انجن کو وہاں سے اٹھا کر لوہے کو پگھلانے والی بھٹی میں پھینک دے تاکہ وہ پگھل جائے تب چوری مکمل ہو سکتی ہے تو اس کے لئے ایسے ہاتھ کی ضرورت ہے جس کے پاس کرین بھی ہو اور لوہے کی بھٹی بھی ورنہ اس کی چوری کیسے ممکن ہے؟ اور یا پھر اتنا طاقتور ہاتھ کہ انجن کو ہندوستان کے باڈر پر پہنچا کر لاہور اور امرتسر کے درمیان جو ریلوے پھاٹک ہے جو ہاتھ اس پھاٹک کو کھلوا کر انڈیا کی طرف بھجوا سکتا ہے وہی چور ہے آپ کے اور ہمارے ہاتھوں میں اتنی طاقت نہیں کہ ہم اسے انڈیا کی طرف دھکیل سکیں، اتنا طاقتور ہاتھ جس سے لاڑیا کا ریلوے پھاٹک کھل سکتا ہے ایسا با اختیار ہاتھ کبھی وہ قانون نافذ نہیں کرے گا۔ جس سے وہ ہاتھ کٹ جائے

میرے عزیزو یہ لوگ اپنے محلات میں بیٹھ کر (یہ) اپنائے حکومت میں بیٹھ کر بحثیں کرتے ہیں اور ہم سے بحثیں کرتے ہیں کہ اسلام کا نظام جو چودہ سو سال پہلے کا نظام ہے جو اس وقت کے وحشی لوگوں کے لئے اترا تھا۔ آج کے مسائل حل نہیں کر سکتا وہ صفائی کے ساتھ

کہتے ہیں کہ وہ آج کے مسائل حل نہیں کر سکتا کہتے ہیں کہ زمانہ رواں دواں ہے آگے بڑھ رہا ہے ہزاروں مسائل پیدا کر رہا ہے اس لئے چودہ سو سال پہلے وہ پرانا نظام اس وقت کے مسائل حل نہیں کر سکتا۔

میرے محترم دوستو آپ بتائیں کہ اگر چودہ سو سال کے بعد وہ نظام قابل عمل نہیں تو پاکستان بناتے وقت ۱۳۶۷ھ میں یعنی پونے چودہ سو سال پہلے ۱۳۶۷ھ کے مسائل حل کر سکتا تھا ؟

اگر آج کے یعنی ۱۳۹۶ھ کے مسائل کو اسلام حل نہیں کر سکتا تو ۱۳۶۷ھ کے مسائل کو یقیناً حل نہیں کر سکتا ہوگا۔ تو پھر تم نے اس وقت اسلام کے نام سے برصغیر کو تقسیم کرایا تھا؟ اس وقت قابل عمل تھا جب بھی تم نے اسلام کے نام پر تقسیم کا نعرہ لگایا اور آج نہیں!

گویا اسلام کے نام پر تم نے اس وقت مسلمانوں کو دھوکہ دیا تھا۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہاتھ کاٹنے کی اسلامی سزا نافذ ہوئی تو لوگ ٹنڈے ہو جائیں گے پاکستان کے سارے لوگ ٹنڈے ہو جائیں گے۔ المرءُ یقیسُ علیٰ نفسِہ وہ اپنے اور بزرگوں کو قیاس کرتے ہیں کیونکہ وہ خود چور ہیں اس لئے سب کو چور سمجھتے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہاں پر اسلام کا نظام قرآن کے حکم کے مطابق چوری کی سزا نافذ ہو گئی تو چوری کا قلع قمع ہو جائے گا۔

جناب نبی کریمؐ کے عہد مبارک میں یعنی دس سالہ نظام حکومت میں صرف ایک چوری کا واقعہ پیش آیا جب بنو مخزوم کی ایک عورت فاطمہ نے چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا انہوں نے حضرت اسامہؓ سے سفارش کروائی انہیں علم نہ تھا کہ حدود اللہ میں سفارش جائز نہیں انہوں نے سفارش کی تو آپؐ نے غصہ میں فرمایا حدیث میں ہے

فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَا اُسَامَۃُ اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ؛ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ سَرَقَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُ یَدَھَا

یعنی تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو؛ بخدا فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو اسکا ہاتھ کاٹا جاتا

میرے محترم دوستو ایک واقعہ ہوا دوسرا نہیں ہوا اور آج بھی کہتا ہوں کہ پشاور میں ایک ہاتھ کٹ جائے اور وہ ہاتھ قصہ خوانی میں لٹکا دیں تو کم از کم پشاور ضلع میں چوری ختم ہو جائے۔

اسی طرح کے وسوسے پیدا کر کے مسلمانوں کو اسلامی نظام سے دور کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں اور سیرت کا نام لیا جا رہا ہے

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ،

آمریت کی تاریک رات ضرور ختم ہوگی

میاں محمد عارف۔ جمعیۃ طلباء اسلام

بعد از حمد و صلوٰۃ ـــــ

میں سب سے پہلے جامعہ پشاور کی سٹوڈنٹس یونین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اپنے سیشن کے آغاز میں ہی سیرت کانفرنس کا انعقاد کر کے ایک مبارک مثال قائم کی ہے۔

میرے محترم دوستو اور بزرگو اصل خطاب تو علماء کرام کا ہوگا اور تقریر حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی ہوگی، میں صرف تعمیل حکم کے پیش نظر حاضر ہوا ہوں ـــــ

میں آپ کے سامنے سیرت کا صرف ایک پہلو رکھوں گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ـــ بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے ـــ

یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ کیونکہ اس وقت شاید اس حدیث کی زیادہ اہمیت نہ ہوتی لیکن آج کے اس تاریک دور میں جب کہ آمریت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے ہمارے ملک پر مسلط ہیں، حدیث کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ آج ہم پر یہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ نبی پاکؐ کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس کو ہم اولین فرض سمجھیں۔ اگر ہم اس حدیث پر عمل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور مصائب و مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے کلمہ حق کہتے رہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آمریت کی یہ تاریک رات ضرور ختم ہوگی اور وہ وقت جلد آنے والا ہے جب طلوع سحر ہوگا اور ہر طرف اسلام و دینِ حق کا بول بالا ہوگا ـــــ

میں انہی الفاظ پر شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ سے رخصت ہوتا ہوں

ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جن پر عمل نہیں کرتے اللہ اس بات پر بہت ناراض ہوتے ہیں کہ تم کہو کچھ اور عمل کرو کچھ!

میرے دوستو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے مسائل کا حل صرف اور صرف اسلامی نظام میں ہے آج ہمارے مسائل الجھے ہوئے ہیں آج ہم کمزور ہیں مسلمان قوم کمزور ہے ضعیف ہے آج تمام دنیا میں مسلمانوں کے پاس دولت بہت ہے۔ تیل کے چشمے ہیں اور سیال سونے کی تجارت پاس ہے۔ برطانیہ اور یورپی ملکوں کے بنک تمہاری دولت سے چل رہے ہیں لیکن تمہارے پاس قوت نہیں، تمہارے پاس اسلحہ نہیں، ایٹم بم نہیں کیا وجہ ہے کہ آج غیر اسلامی طاقتوں کے

پاس امریکہ، چین، روس، برطانیہ کے پاس تو اسلحہ ہو ایٹم بم ہو لیکن کسی اسلامی ملک نے آج تک ایٹم بم نہیں بنایا!

قرآن کریم نے واضح طور پر فرمایا

وَاَعِدُّوا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ

کہ تم تیار کرو کفار کے مقابلے میں اپنی قوت طاقت کے مطابق،

حضور علیہ السلام نے قوت کی تفسیر فرمائی

اَلَا اِنَّ الْقُوَّۃَ ھِیَ الرَّمْیُ، یعنی قوت تیر اندازی ہے

اس زمانے میں کفر جس اسلحہ کے ساتھ تھا۔ وہ تیر کمان تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو حکم تھا کہ وہ بھی اسی قسم کا اسلحہ تیار کریں، آج جبکہ اسلحہ کی نوعیت بدل گئی ہے تو ہمیں بھی اپنی ذمہ داریاں محسوس کرنی چاہییے

اور پھر کفر خارجی اور داخلی دو طرح کا ہے خارجی کفر کے لئے ایٹم وغیرہ کی ضرورت ہے تو داخلی کفر کا مقابلہ کرنے کے لئے جماعتی تنظیم اور انتخابی میدان کے لئے تیاری ضروری ہے کیونکہ یہی ہتھیار کفر بھی استعمال کرتا ہے اس لئے جیسا کہ میں نے ابتدا میں کہا کہ ہماری سیاست دین ہے اور ہمارا مقصد دین کی سربلندی نظام سیرت کی ترویج و نفاذ ہے۔ اس لئے اس قسم کی تمام کوششیں دین ہیں ان کو دوسرا نام دینا حماقت ہے اور میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ داخلی و خارجی کفر کا مقابلہ کرنے والے مجاہدین جماعتی ورکر اور رضاکار شب زندہ دار عابدوں سے ہزار درجہ بہتر ہیں جن کے ماتھے پر سجدہ کا نشان تو ہے لیکن جو کفر کا مقابلہ نہیں کرتے۔

اس قسم کے لوگوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ جب خدا کا عذاب آئے گا تو ان کی خانقاہیں سب سے پہلے شکار ہوں گی۔

آج ضرورت ہے کہ ہم سیاسی قوت بہم پہنچائیں اپنے کو منظم کریں اور نظام سیرت کے نفاذ کا اہتمام کریں

میں عزیز طلبہ سے نیک توقعات رکھتا ہوں کہ یہ مجاہدین کا ہراول دستہ بن کر نظام مصطفوی کے نفاذ کے لئے ہر قسم کی قربانی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حسن عمل کی توفیق دے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ و نومن بہ ونتوکل علیہ، ونعوذ باللہ من شرور انفسنا (تین مرتبہ) ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔

ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لا نظیر لہ ولا ند لہ ولا کفولہ، لا مثل لہ ولا مثیل لہ ولا مثال لہ، لا مجانس لہ و لا معاند لہ ولا مقابل لہ، شھادۃ تکون للنجاۃ وسیلۃ ولرفع الدرجات کفیلۃ ولعلو الدرجات ذریعۃ۔

ونشھد ان سیدنا وسندنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا وطبیب قلوبنا محمدا عبدہ ورسولہ المبعوث الی الاسود والاحمر صاحب الجبین الاطھر والخد الانور الذی یخاف من ھیبتہ ملک نبی الاصغر۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ ما کانت النجوم فی السماء والشمس والقمر۔ اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدیٰ ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وفی روایۃ کل ضلالۃ فی النار۔ اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: اِنَّ اللہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اللّٰھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید۔ اللّٰھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی ال سیدنا ومولانا محمد صلوٰۃ تکون لک رضاءً ولحقہ اداءً۔ اما بعد: فاعوذ باللہ

من الشیطٰن الرجیم ؛ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ، وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ، وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۔ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَ تُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْہُ وَ تُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا ۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۔ اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْھِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۔

رب کی شان ہے ، مجھ جیسے بیمار اور بوڑھے کو سب سے آخر میں کھڑا کر دیا کہ دعا کرو ، لیکن میری دعا کبھی لمبی بھی ہو جاتی ہے ۔ دوپہر کا وقت ہے ، سونے کا وقت ہے ، کھانے کا بھی وقت ہے ۔ لیکن تم نے مجھے پھنسایا تو اب خود بھی پھنس گئے ہو ۔

آج کا یہ اجتماع بھی معجون مرکب ہے ۔ اس میں بوڑھے بھی ہیں اور بچے بھی ، مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی ، سرکاری بھی ہیں درباری بھی ، سب کہو سبحان اللہ ۔ میں نے کچھ اشارے بھی کر دیئے ہیں ۔

پچھلے دنوں عمرہ کے لیے گیا ۔ حرم مکہ کی زیارت کے بعد مدینہ طیبہ گیا ۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری بھی وہاں ہیں آخری رات انہوں نے دعوت کی ۔ پھر یار کی حدیثیں سنانے کو کہا ۔ روضۂ اطہر کے سامنے میں سناتا رہا وہ سنتے رہے ۔ دونوں بے حال تھے ، نہ انہیں اپنی ہوش تھی ، نہ مجھے اپنی ! انہوں نے کہا ۔ (خدا ان کی عمر دراز کرے) کہ ویزا بڑھا کر کچھ دن اور رہ جاؤ ۔ ارادہ میرا بھی یہی تھا ۔ لیکن اس رات خواب آیا کہ پاکستان میں آگ لگی ہوئی ہے ۔ طلبہ میں اختلاف ہے ۔ میں نے فوراً واپس آنے کا ارادہ کر لیا ۔ انہوں نے بھی کہا کہ جلدی جاؤ تم وہاں جا کر کام کرو ، ہم یہاں پر دعا کریں گے ۔

خدا بہتری کرے گا ۔

میں تو تمہارے پیارے یار کی جدائی چھوڑ کر آیا ہوں تقریر کرنے کے لیے نہیں آیا ۔ خود تڑپ رہا ہوں تڑپانا چاہتا ہوں ۔ میں آج واضح طور پر اعلان کرتا ہوں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے تمام علماء ، کارکن میرے بھائی اور دوست ہیں جبکہ جمعیۃ طلبہ اسلام کے تمام بچے میرے روحانی بیٹے ہیں ۔ میں ہر وقت ان کے لیے دعا کرتا ہوں اور قبر میں بھی دعا کروں گا میں بے وفا نہیں ہوں ۔ جب سے عمرہ سے واپس آیا ہوں ، مارا مارا پھر رہا ہوں ۔ یہ چوتھا سفر ہے ۔ پہلا سفر اپنے شیخ دین پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیخ حضرت حافظ محمد صدیق بھرچونڈی کے ایصال ثواب کے لیے کیا ۔ دوسرا سفر اپنے شیخ حضرت دین پوری کے لیے کیا ، تیسرا اپنے والدین وغیرہ کے لیے اور اب چوتھا سفر اکابر علماء دیوبند کے ایصال ثواب کے لیے کر رہا ہوں ۔ خدا مقبول فرمائے ۔

آج کس سے کہوں ، کیا کہوں ، کوئی سننے والا نہیں ، حالت یہ ہے ؎

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند
تہی خم خانہا کردند و رفتند

کَبَّرَنِیْ مَوْتُ الْکُبَرَاءِ والی بات ہے ۔ بڑوں کی موت نے مجھ جیسے کو بھی بڑا بنا دیا ۔

یہ سیرت کا اجلاس ہے ، کیا بیان کروں ، شان والے پیغمبر ؐ کی سیرت کوئی کیا بیان کرے ، پیغمبر ؐ بھی شان والا ، اس کی سیرت کا جلسہ بھی شان والا جلسہ کرانے والے بھی شان والے ۔ لیکن ؎

ہائے اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے
جس کا تو چاند تھا وہ ہالے نہ رہے

آج شان والے پیغمبر ؐ کی سیرت پر عمل نہیں ، نہ شکل ہے نہ صورت ۔ اگر سیرت پیغمبر ؐ کا جلسہ کرنا چاہتے ہو ، اگر سیرتِ رسول ؐ منانا چاہتے ہو تو شان والے نبی کی صورت بھی بناؤ ۔

آج لوگ شان والے نبی ؐ کی سیرت پر بڑے بڑے جلسے کرتے ہیں لیکن وہ جو دین لے کر آئے تھے وہ

مظلوم ہے، اس پر عمل نہیں بلکہ الٹا اسے دیس نکالا دینے کی کوشش ہے اور ملک میں طوفان مچایا جا رہا ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دین کی خاطر اپنا وجود زخمی کرایا، دندان مبارک شہید کرائے۔ پیشانی زخمی کرائی، صحابہ کرامؓ نے مار کھائی۔ گھر چھوڑے، ہجرت و مہاجرت کی زندگی اختیار کی۔ اولیاء کرام اور علماء ربانی نے فقر و فاقے برداشت کیے۔ اس دین پر عمل نہ ہو بلکہ الٹا اس کی مخالفت ہو تو مجھے ڈر ہے کہ گنبد خضرا والا، شان والا نبی اندر سے بد دعا نہ کر دے، اگر اس نے بد دعا کر دی تو تباہ ہو جاؤ گے نہ ملک ہوگا نہ قوم۔ کیونکہ خدا کو اپنے نبیؐ سے اور دین سے بہت پیار ہے۔ وہ اس معاملہ میں بہت غیرت مند ہے۔ لیکن میں مایوس نہیں ہوں۔ یہ نوجوان اٹھیں گے اور ضرور اٹھیں گے اور اسلامی نظام کے لیے کام کریں گے اور مجھے یقین ہے کہ اب اس ملک میں اسلامی انقلاب آئے گا۔ اور جمعیۃ علماء اسلام کے ہاتھوں آئے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اس انقلاب کو روک نہیں سکتی۔

میں نے چند آیتیں پڑھی ہیں وقت نہیں کہ ان کی تشریح کروں۔ بس اشارے کروں گا اور پھر دعا ہوگی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں پروردگارِ عالم واضح فرما رہے ہیں کہ میں رب العالمین ہوں اس لیے تمام حمد و ثنا کا میں ہی سزاوار اور مستحق ہوں۔ رب کہہ کر اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ میں سب کی ضروریات پوری کرتا ہوں۔ کسی کو محروم نہیں رکھتا۔ اس کی شانِ ربوبیت ہر جگہ دیکھی جا سکتی ہے لیکن بدقسمت انسان اِدھر اُدھر مارا مارا پھر رہا ہے اپنی ضروریات کے لیے جا بجا ہاتھ پھیلاتا ہے۔ مختلف نظریات کی طرف لپکتا ہے اور پھر رب العٰلمین کے حضور جھکنے کا مدعی بھی ہے اور جب کہا جائے تو کہتا ہے کہ نماز روزہ اپنی جگہ ہے باقی چیزیں اپنی جگہ ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہی باتیں ہمیں برباد کر رہی ہیں۔ خدا ان سے بچائے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ میں شان والے نبی کے متعلق فرمایا کہ ہم نے انہیں رحمت والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور رحمت بھی ساری دنیا کے لیے۔ حضور علیہ السلام کی زندگی سراپا رحمت ہے۔ دشمنوں تکلیف پہنچانے والوں، راستے میں کانٹے بچھانے والوں سب کے لیے دعائیں بد دعا نہیں۔ کلمہ خیر فرمایا اور کچھ نہیں۔ سگی چچی راستہ میں کانٹے بچھاتی ہے امِ جمیل دو چار دن کانٹے نظر نہیں آئے تو تحقیق فرمائی۔ معلوم ہوا بیمار ہے اس کی بیمار پرسی کو چلے گئے۔ یہ ہے رحمت، کبھی بقیع غرقد میں امت کے لیے دعائیں ہیں، کبھی مصلّٰی پر امتی امتی کی پکار ہے۔ ایسے نبیؐ کے حقوق پورے نہ کرنا، اس کی شریعت کا احترام نہ کرنا کس حد تک محسن کشی ہے۔ خدا ہمیں بچائے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل و اتمام کے لیے بھیجا ہے۔

آپ کے اخلاق و کردار کی بلندی اور رفعت کے غیر بھی گواہ ہیں اور وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آپ سے بڑھ کر سچا، دیانت دار، ایثار پیشہ، مخلص، اپنے مقصد سے والہانہ لگاؤ رکھنے والا، اپنی خواہشات قربان کر کے دوسروں کے لیے سرگرم عمل کسی مائی نے نہیں جنا۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ خدا فرماتے ہیں کہ ہم نے شان والے نبیؐ کا ذکر بلند کیا۔ آج بحر و بر میں ہر جگہ نبیؐ کا نام بلند ہے دنیا نے اس کا نام مٹانا چاہا لیکن جسے خدا نہ مٹائے اسے کون مٹا سکتا ہے، اپنے چھوڑ بیگانوں کی گردنیں عقیدت سے جھک جاتی ہیں۔ آپؐ کی سیرت پر اپنے بھی جلسے کرتے ہیں، بیگانے بھی، کتابیں اپنے بھی لکھتے ہیں بیگانے بھی، پھر نظم میں نثر میں اتنا ذخیرہ ہے کہ حساب نہیں خدا نے اسے دنیا میں بھی سربلند کیا۔ قیامت میں بھی وہ مقام محمود کا مالک ہوگا لواءِ حمد ان کے ہاتھ میں ہوگا۔ فصلی اللہ علیہ وسلم۔

اگلی آیت میں آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر فرمایا۔ کہ ہم نے آپ کو ایسا اس لیے بنایا کہ اے لوگو! تم اللہ پہ ایمان و یقین لے آؤ، اس کو اپنا خالق جان لو، معبود مان لو، حاکم مان لو، اس کے بغیر نہ جھکو۔ نہ اس کے بغیر کسی کا حکم مانو اس کے ساتھ رسول ؐ کی رسالت و ختم نبوت کو تسلیم کرو، اس کی اطاعت و فرمانبرداری بجالاؤ۔ اس کی سنت پر عمل کرو، اس کا طریق اپناؤ کہ اسی کے طریق میں بہتری اور خیر ہے، نجات ہے، اس کی مدد کرو، اس کی تعظیم بجا لاؤ اور صبح و شام اس کی تسبیح میں لگے رہو۔

اگلی آیت میں بھی آپؐ کو شاہد، مبشر، نذیر فرمایا، ساتھ ہی داعی الی اللہ فرمایا کہ نبی کا کام ہی دعوت ہے، دعوت کے لیے ان کی ساری زندگی وقف ہوتی ہے وہ ہر وقت لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا، نیکی کی طرف بلاتا ہے، برائی سے روکتا ہے اور نیکی بدی کے انجام سے ہمیں خدا کی خبر کہہ کر آگاہ کرتا ہے۔ یہی مفہوم مبشر و نذیر کا ہے۔ یعنی خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا۔ اور یہاں سراج منیر بھی ہے یعنی روشن چراغ۔ ایسا چراغ جو کبھی بجھتا نہیں۔ چھپتا نہیں جس کے سامنے آسمان کے سورج کی روشنی مات ہے ستارے جس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہیں۔

آگے اللہ پاک نے فرمایا۔ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برھان آگئی۔ اور ہم نے تم پہ نور مبین اتارا۔ برھان سے مراد قرآن کریم ہے اور نور مبین سے بھی اس جگہ مراد قرآن عزیز ہے جس کی عملی تشریح ذاتِ پیغمبر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا کہ آپؐ کے اخلاق کیا ہیں، سیرت کیا ہے تو فرمایا۔ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن گویا بین الدفتین اوراق میں جو محفوظ ہے وہ ساکت و صامت قرآن ہے تو آپؐ کی ذات متحرک قرآن۔

یہ ساری آیات کا انتہائی مختصر الفاظ میں خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ اگر تفصیل میں جایا جائے تو عمریں بیت جائیں لیکن قرآن کی ایک آیت اور نبیؐ کی سیرت کا ایک پہلو بیان نہ ہو سکے۔

اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اسلاف پہ کہ انہوں نے علم کی خدمت میں کمی نہیں کی۔ اس کے ساتھ وہ عامل بھی تھے۔ ہم عمل سے غافل ہیں۔ اس لیے پھنسے ہوئے ہیں۔ اس سے نکلنے کا ایک ہی طریق ہے کہ شان والے نبیؐ کی سیرت کو اپنائیں، عمل کریں۔ آج دس لاکھ نوجوان پیدا ہو جائیں جو تہیہ کر لیں کہ ہم نے نظام مصطفیٰ نافذ کروانا ہے تو انشاء اللہ ہو جائے گا۔ میں آپ سے مطمئن ہوں۔

آپ سے میری امیدیں وابستہ ہیں۔ آپ کے لیے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو بلند ہمت کرے، جوانیوں میں برکت دے۔ میں آپ کے لیے دنیا میں بھی اور قبر میں بھی دعا کروں گا۔ اس کے بعد حضرت نے انتہائی

مجلسِ ذکر ***************** جامع مسجد گلبہار کالونی پشاور میں

رب کے احسانات اور نبی علیہ السلام کی ریاضت

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور

اَلحمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اما بعد۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ، صدق اللہ عظیم،

بزرگانِ محترم! اللہ تعالیٰ کے کروڑوں احسانات ہیں ہم گناہگاروں پر ہم اس کا شکر اس کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ یہ اس کی مہربانی اس کا کرم ہے کہ ہم کو ذکر کی توفیق عطا فرمائی، ہمارا اس میں کوئی دخل نہیں۔ انسان خطاکار ہے، خطا کا پتلا ہے اس کی تلافی نہ کی گئی تو اس کی بدقسمتی ہے آپ کوشش کرتے ہیں محنت کرتے ہیں۔ بیٹھ کر حساب کرتے ہیں۔ گھر میں کھانا پکاتے ہیں کھاتے ہیں پھر برتن صاف کر دیتے ہیں۔ صاف برتنوں میں پکاتے ہیں۔ اسی طرح اپنا نامہ اعمال بھی روز بروز صاف کرنا چاہیے اگر اپنے چھوٹے چھوٹے گناہوں کا شمار کریں تو نہ گن سکیں۔ چھوٹے اعمال تو شاید نماز روزہ وغیرہ سے خود بخود صاف ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن بڑے گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، ہماری کتنی بدبختی ہے کہ گھر کے برتن تو روزانہ صاف ہوتے ہیں۔ لیکن اپنے نامہ اعمال کو صاف کرنے کی کوشش کبھی نہیں کی۔ نجات حاصل کرنے کی کوشش کبھی نہیں کی۔ اکابر کے طریقہ ہے کہ فرائض کے بعد نوافل کثرت سے پڑھتے ہیں۔ نفل روزے رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ قیامت کے روز اگر فرائض میں کمی رہ گئی تو اس کو نوافل سے پورا کیا جائے گا۔ ہم پر تو پانچ نمازیں فرض ہیں وہ بھی پوری نہیں ہوتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد بھی فرض تھی۔ اور نوافل اس کثرت سے ادا کرتے کہ پاؤں بھی متورم ہو جاتے۔ ہمارے اکابرین کا بھی یہی حال تھا۔ نوافل کی کثرت کے ساتھ نفلی روزے بھی رکھتے ایام بیض کے روزے تو اکثر علماء رکھتے ہیں ہمارے اکابر ظاہر کے کامل اکمل اور باطن کے بھی کامل تھے۔ قال اللہ وقال الرسول ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اقدس ہے کہ تیری زبان ہر وقت ذکر اللہ سے تر رہے ہم گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ذکر اللہ تو بجائے ایک طرف، صوم وصلوٰۃ کے پابند بھی ہزار میں دس بمشکل ملیں گے اور زکوٰۃ دینے والے تو سو میں سے دو تین بھی نہیں ملیں گے۔ حالانکہ زکوٰۃ کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ باقی معاملات میں بھی یہی حال ہے جہاں دو آدمی بیٹھتے ہیں تیسرے کی برائی بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں ہم اس کو برا نہیں سمجھتے۔ قرآن کہتا ہے کہ یہ تو تیسرے بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ ہماری معیشت ساری کی ساری غیر اسلامی ہے سود کاروبار کی بنیاد ہے۔ بنک کی بنیاد سود پر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو سود سے اعراض نہیں کرتا اس کی نجات نہ ہوگی۔ اس پر خدا کی لعنت ہوگی۔ اس کے باوجود سب کاروبار کرتے ہیں۔ ایسے ہی ووٹ کا حال ہے۔ جن کو دینا چاہیئے تھا نہ دیتے تاکہ وہ دین کا نظام لاتے۔ ہم نے بدمعاشوں، غنڈوں اور شرابیوں کو ووٹ دیئے۔ اللہ کے ہاں، ذرہ، ذرہ، قطرہ، قطرہ، رائی، رائی کا حساب ہوگا اللہ! جواب دینا ہوگا کہ ہم نے ووٹ کا استعمال کیوں صحیح نہیں کیا۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ، دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اللہ کے ہاں ایک ایک جواب دینا ہوگا۔ ایک ایک چیز کا جواب دینا ہوگا۔ ایک بچہ کالج میں سکول میں سارا دن نہ جائے۔ کوئی کلاس اسٹینڈ نہ کرے امتحان کی تیاری ذرا نہ کرے۔ خالی پرچہ امتحان میں دے آئے یا غلط پرچہ دے آئے۔ تو وہ کیسے کامیاب ہوگا۔ یہی حال آخرت میں ہوگا۔ دنیا میں کوئی تیاری نہ کی تو عاقبت کے پرچوں میں فیل ہو جائے گا۔ دنیا میں ہم نے آخرت کے پرچے کی تیاری کرنی ہے۔ اس دنیا میں نیک اعمال کریں تاکہ عاقبت میں سرخرو ہوں۔ اور اللہ کے رسول کی شفاعت کے مستحق ہو سکیں۔ یہ چند آدمی جو جمع ہو گئے ہیں۔ معلوم نہیں کہاں کہاں سے آئے ہیں۔ اللہ نے یاد کی توفیق دی ہے۔ یہ اس کا احسان ہے۔ اس پر نجات نہیں ہوگی۔ نجات اللہ کے احسان پر ہوگی۔ ویسے ہر مومن کی شان سے

بعید ہے کہ وہ کسی گناہ کی سزا میں جہنم میں جائے۔ جو ذاکر عبادت گزار ہیں۔ ویسے ہر مومن کی شان سے بعید ہے کہ وہ کسی گناہ کی سزا میں جہنم میں جائے۔ جو ذاکر عبادت گزار ہیں جہنم کی شکل بھی نہ دیکھیں گے۔ ایک عمل کا اجر دس گنا ملتا ہے۔ ہم نے اندازاً دس تسبیح ہر کلمہ کی پڑھی ہیں۔ ایک ہزار مرتبہ ہر کلمہ پڑھا ہے۔ دنیا میں اجر دس گنا ملتا ہے۔ کتنی نیکیاں ہو جائیں گی جتنی نیکیاں ہو جائیں گی۔ اتنی برائیاں نہ ہوں گی۔ اگر ساتھ ذکر کے نماز روزہ زکوٰۃ کی توفیق ہو جائے۔ فرضوں کے ساتھ نوافل بھی پڑھیں۔ تاکہ نمازوں میں جو کمی رہ گئی کوتاہی ہو گی۔ نفلی نماز سے پوری ہو گی اگر روزوں میں کوتاہی ہو گی، روزہ رکھ کر غیبت، جھوٹ، گالی گلوچ کر دیا تو روزہ ناقص رہ جائے گا۔ روزہ ناقص رہا تو اس کا ثواب ناقص ہو گا یہ کمی نفلی روزوں سے پوری ہو گی۔ اللہ کی رضا کے لئے، نجات آخرت کے لئے صدقہ خیرات بھی کرتے رہیں کسی کو صحت دی، جوانی دی، نعم سے نوازا، بڑا عہدہ دیا، مال و دولت دیا تو وہ اس کا ایک حصہ نجات آخرت کے لئے اللہ کی رضا کے لئے دے دے۔ اپنے اعمال کا شب و روز محاسبہ کرے۔ سال بعد محاسبہ کرے کہ کیا خبر اگلے سال بلاوا آجائے۔ کوشش کرے کہ پچھلی نمازیں درست ہو جائیں۔ پوری ہو جائیں روزے بھی درست کرے۔ ہر ایک کے ساتھ اپنا معاملہ درست کرے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ معمول ایک تسبیح زیادہ کر دیتے۔ حیرت ہوتی کہ وہ کیسے پورا کر لیتے اللہ تعالیٰ اولیاء کو برکت دیتے ہیں۔ آج سے دس سال پہلے جو وقت لگتا تھا۔ اب بھی وہی وقت لگتا ہے پہلے اگر تین گھنٹے لگتے تھے تو اب دس سال بعد بھی دس گنا معمولات پورے ہی تین گھنٹے صرف ہوتے، خواص کے ساتھ خواص کا معاملہ ہوتا ہے عام لوگوں کے ساتھ عام معاملہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ قیامت کے روز اولیاء اللہ کو کوئی غم اور فکر نہ ہو گا۔ ان کی عبادات میں خضوع خشوع ہوتا ہے۔ نمازیں اپنے وقت پہ ادا کرتے ہیں۔ تہجد کی نماز بھی قضا نہیں ہوتی۔ یہ لوگ اللہ کے دوست ہیں۔ ان کو اس دن کوئی غم اور فکر نہ ہو گا۔ وہ لوگ اپنے مقصد کے لئے محنت کرتے ہیں مشقت اٹھاتے ہیں۔ گرمی ہو سردی ہو روزے رکھتے ہیں تہجد کے لئے راتوں کو جاگتے ہیں۔ باوجود تھکان کے نماز باجماعت مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ ان کو اللہ ضرور اجر دے گا۔ ایک واقعہ کے بعد ختم کرتا ہوں۔ کہ گھر کا واقعہ ہے۔ شیرانوالہ میں ایک آدمی مر گیا۔ اس کی بیوی کچھ عرصہ بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی۔ عرض کی کہ میرا بیٹا اتنے بڑے دفتر کا مالک ہے۔ اتنی تنخواہ لیتا ہے لیکن میرے ساتھ زیادتی کرتا ہے۔ میری خدمت نہیں کرتا الٹا کہتا ہے کہ یہ مکان چھوڑ کر بہن کے پاس چلی جاؤ۔ اتنی بڑی کوٹھی ہونے کے باوجود میرے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ نے اس کو ڈانٹا۔ اس کا باعث تو خود ہی ہے۔ اب ساٹھ سال تیری عمر کو آئے ہیں ایک دن مسجد میں آئی کہ یہ نماز نہیں پڑھتا اسکو نصیحت کریں۔ اب وہ کیوں تیرا خیال رکھے۔ یہ تیرا اپنا ہی نامۂ اعمال ہے۔ اگر دین نہیں سکھایا تو دنیا میں بھی اس کا وبال تیرے سر آگیا۔ کالجوں سکولوں میں قرآن کہاں ہے۔ ع :۔ پہلے کالج کے چکر میں مرے دفتر کے چکر میں۔ یا بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ۔

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا۔
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ

یہ ان کی ہسٹری ہے۔ اللہ کی قدرت ان کا ماموں حضرت کے پاس آتا تھا سمجھ گیا کہ ہمارا ہی قصہ ہے۔ حضرتؒ نے خطبہ جمعہ میں یہ واقعہ بیان کیا تھا۔ اس نے اپنے بھانجے کو سمجھایا۔ آخر کچھ عرصہ بعد سمجھ گیا۔ حضرت کے پاس آیا تو فرمایا اب بھی وقت ہے والدہ سے معافی مانگ لے۔ تو گمراہی کے کنارے کھڑا ہے۔ ماں باپ راضی ہوں تو خدا راضی ہوتا ہے۔ ان کو گھر میں رکھو۔ ان کی خدمت کرو۔ کتنا بڑا متقی کیوں نہ ہو۔ ڈبل حج کیا ہو، نماز زکوٰۃ دیتا ہو۔ ماں باپ ناراض ہوں تو سیدھا جہنم میں جائے گا۔ ان کو پہلے راضی کرو۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ سمجھ گیا۔ والدہ سے معافی مانگ لی۔ اور اس کو گھر میں رکھا اسی طرح ہزاروں کی حضرت کے ہاتھوں اصلاح ہوئی۔

حضرت قاضی صاحب کو اللہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی دے یہ قرآن کی خدمت کر رہے ہیں۔ اللہ والوں کے جوتوں میں وہ موتی ہوتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ یہ دنیا اور عاقبت سنوارنے کے وسیلے ہیں۔ اللہ سب کو ان مجالسوں سے وابستہ ہونے کی توفیق دے۔ جو نیکیاں ہو جائیں۔ اللہ کا احسان سمجھیں۔ غلطی ہو جائے تو توبہ کریں۔ اپنے گناہوں کو یاد رکھیں تو توبہ کریں حضرت رحمۃ اللہ

علیہ نے گناہوں کا سامان اور ڈھیر بنا کر رکھا ہوا تھا۔ حالانکہ ہم نے کبھی ان سے کوئی گناہ سرزد ہوتے نہ دیکھا۔ میں ساری زندگی حیران رہا۔ ان سے گناہ کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ [illegible] نصیحت فرماتے کہ گناہ [illegible] کر کے نفس کو ذلیل کرو۔ اور نیکی کر دریا میں ڈال۔ تھا

درس حدیث

گلبہار کالونی پشاور

کتاب و سنّت کی پیروی کے بغیر نجات مشکل ہے

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد!

اللہ تعالیٰ کا جس قدر شکر کریں۔ اللہ نے اپنی سفارت کے لئے اپنے احکام پہنچانے کے لئے۔ سمجھانے کے لئے انسانوں کے درمیان نبیوں کو واسطہ مقرر کیا۔ یہ نبی کبھی کسی قوم کے لئے ہدایت کا پیغام لے کر آتے۔ کوئی اولوالعزم نبی کئی کئی قرنوں کے لئے آیا کوئی کئی اقوام کے لئے آیا۔ ایک قوم کے لئے کئی کئی نبی آئے انسانیت کی ترقی اور ان کی نجات کا سامان لے کر آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے نبی اجتماعی پیغام لے کر آئے۔ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل کیا۔ جو سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا۔ نوح علیہ السلام پر شباب کو پہنچا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکمل فرمایا جس طرح انسان پر بچپن، جوانی اور بڑھاپا گزرتا ہے۔ جوانی میں نجات کا سامان کر لے تو بہت اونچے درجات حاصل کرے۔ خاص اس دور میں ہی رحمت سے کار پیغمبری ہے۔ وہ دور جوانی تو یہ دور [illegible] پیغمبری۔ جس دین کی ابتداء آدم علیہ السلام سے ہوئی تھی انتہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پہنچا۔ تمام انبیاء نے دین سکھایا اور آئندہ کے لئے تشریح کی تاکید کر دی کہ پیغمبر آخر الزمان آئیں تو ان کی تائید کریں۔ ان کی نصرت کے وعدے کئے۔ یہود و نصاریٰ کے نبیوں نے بھی اپنی قوم سے وعدے لئے۔ یہودی منتظر رہے یہ مدینہ کے قریب آباد تھے۔ جب حضور تشریف لے آئے تو یہی مخالف ہو گئے۔ وہ جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے۔ وہی دشمن بن گئے اس دن سے [illegible] ازلی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات عام ہیں۔ اقوام عالم کے لئے ہیں۔ جب پیغام کو حضور نے عام کیا۔ یہودی بڑے گھبرائے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ شکنیاں کیں۔ پتھر گرا کر ختم کرنے کی کوششیں کیں۔ آخر حضور کو حکم ہوتا رہا کہ أَخْرِجُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ۔ یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ تو دین ہم تک پہنچا۔ حضور سے صحابہ کو صحابہ سے تابعین، تبع تابعین۔ علماء کرام کے ذریعے دین ہم تک پہنچا ان سے ہم تک۔ قرآن کو سمجھنے کے لئے کئی علوم سیکھنے کی ضرورت ہے۔ پھر کہیں جا کر پیغام ربانی کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ تو وہ حدیثیں نقلاً متواتراً الی یوم ہذا ہم تک پہنچیں پھر الی یوم الدین قیامت تک علماء ربانی کی برکت سے چلا جائے گا۔ جو عام مساجد میں درس قرآن درس حدیث سنائے جاتے ہیں۔ علمائے ربانی کی برکت سے ہے یہ اجتماعی پیغام ہے قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ یہ پیغام تمام دنیا کے لوگوں کے لئے ہے۔ احادیث میں جو حدیث سب سے پہلے ہے وہ ہے

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

بغیر نیت کے کوئی کام مکمل نہیں ہوتا۔ کسی عمل کو عملی جامہ نیت کے بغیر نہیں پہنایا جاتا۔ ایک آدمی کپڑے دھو کر پہنتا ہے نہا لیتا ہے اس کو کوئی اجر نہیں ملتا۔ جو نیت کر کے وضو کرتا ہے غسل کرتا ہے کپڑے دھو کر پہنتا ہے کہ جمعہ پڑھوں گا۔ اللہ کی رضا جوئی کے لئے یہ سب کچھ کرتا ہے۔ اس کو جو لذت اور انشراح قلب حاصل ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس کو یہ لذت حاصل ہوتی ہے تمام اعمال نیت پر موقوف ہیں۔ ڈاکٹر مریض کو بچانے کے لئے اس کی ہڈی پسلی کاٹتا ہے ہو سکتا ہے اس کو کل مرنا تھا آج مر جائے پر ڈاکٹر شکریہ کا مستحق ہے اس کی تدبیر سے اگر علاج کامیاب ہو جاتا تو مریض بہت عرصہ اور جی لیتا۔ اس کی نیت بخیر تھی تو اس کو اجر ملے گا۔ مریض تندرست ہو یا نہ ہو۔ لیکن اگر کسی کو قتل کرنے کے لئے صرف ہتھیار سے اشارہ بھی کیا تو فَلَيْسَ مِنَّا تو وہ ہم سے نہیں۔ اندازہ کریں کہ صرف اشارہ کیا قتل نہیں کیا۔ اگر قتل کر بیٹھتا ہے تو اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں۔ کسی کو موت سے ہمکنار کرنا قرآن میں اس سے بڑا جرم کوئی نہیں ہے۔ ایک قتل ساری انسانیت کا قتل ہے۔ ایک کو موت سے بچانا ساری انسانیت کو موت سے بچانے کے مترادف ہے۔ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ

بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۔
قتل کے بدلے قتل آنکھ کے بدلے آنکھ ، ناک کے بدلے ناک ،
کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت قصاص ہے ۔
جب تک یہ عملاً قائم نہ ہو جائے ، دنیا سعادت کو نہیں پہنچ سکتی
انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا تمام پیغام نبیوں کے واسطے سے پہنچا ہے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے فرمایا ۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا
وَحْیٌ یُّوْحٰی ۔ حضور تو بغیر وحی کے بات بھی نہیں کرتے ۔ علماء اسی پیغام
کو چودہ سو سال سے تھامے ہوئے ہیں ۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ۔ ان کو مضبوطی سے
پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک ہے کتاب اللہ دوسری ہے
سنت رسول اللہ ۔ اسی کا پڑھنا پڑھانا ، سننا اور سنانا ہمارا کام ہے ۔ اسی
وجہ سے اس کو اشرفیت حاصل ہے ۔ اس کو فرشتوں پر فوقیت اسی
کے ساتھ حاصل ہے کہ علم پڑھ کر اس پر عمل کرے ۔ علم کے ساتھ اگر عمل
نصیب ہو جائے تو واقعی نجات ہے ۔ انگریزوں کے زمانے میں اگر ہر گھر
سے قرآن کی صدا آتی تھی ۔ کوئی مسلمان بغیر تلاوت کے صبح کو گھر سے نہیں
نکلتا تھا جب پاکستان بنا تو اس کی جگہ اخبار اور ریڈیو نے لے لی چاہیے
تھا اور زیادہ قرآن پڑھتے ۔ اس کے مقابل علماء اپنے کام میں مصروف
ہیں صبح سے عشاء تک حدیث پڑھا رہے ہیں ۔ انہی کی وجہ سے علم زندہ
ہے ۔ مولانا منظور احمد صاحب نے معارف الحدیث لکھی ہے ۔ مولانا
بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے اونچی کتاب لکھی ۔ جہاں جہاں شبیہ
کلاسیں اس پر علوم سکھائے جاتے ہیں ، پڑھائے جاتے ہیں ۔ اس میں
ضرور شریک ہوں ۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ ہر کام کی بنیاد نیت پر ہے
نماز اگر دکھاوے کے لئے پڑھی تو حضور کا فرمان ہے یہ شرک اصغر ہے
اس میں حاشش اور دکھاوا مطلوب نہ ہو ۔ نیت صرف عاقبت کی بہتری
کے لئے ہو ۔ اگر نماز پڑھتا ہے کہ لوگ اچھا سمجھیں میری عزت کریں تو
اس کی نیت ناپاک ہے ۔ یہ نماز اس کے منہ پر پھٹکار دی جائے گی ۔ نماز
جب سے بالغ ہوا ۔ اس پر فرض ہو جائے گی ۔ پھر بیماری ، سفر ، جنگ
کسی حالت میں معاف نہیں ۔ اگر نیت نجات کی ہے تو نجات ملے گی
اگر نیت ناپاک ہے تو اس کے لئے خرابی ہی خرابی ہے جیسے ڈاکٹر
مریض کی بقا کے لئے آپریشن کرتا ہے چاہے مریض بظاہر اچھا نہ ہو
سکے ۔ اس کی نیت خراب ہو تو وہ مسلمان کہلا ہی نہیں سکتا ۔ اَلْمُسْلِمُ
مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ ۔ مسلمان وہ ہے جس
کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں ۔ اگر نیت درست ہے تو نتیجہ
اور اجر بھی درست ہے اگر نیت بخیر نہیں ہے تو عاقبت خراب ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حدیث کا شوق دے پڑھنے کا سننے کا سنانے
کا اور اس پر عمل کی سعادت عطا فرمائے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل اللہ کی
صحبت عطا فرمائے تاکہ عمل کا صحیح رنگ چڑھ سکے ۔ آمین

دار العلوم حقانیہ میں خطاب

ہماری ذمہ داریاں

الحمد للہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ،
هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ
عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔ (صف ۹)

بزرگان محترم ، اساتذہ کرام و طلباء عزیز میرے ساتھیو اور دوستو !
یہاں آکر خوشی بھی ہوئی اور لب کشائی پر شرمندگی بھی ہو رہی ہے ۔ اپنے
اساتذہ اور اکابرین کے سامنے لب کشائی پر ہمت نہیں ہوتی ۔ میری برادری
طلباء کے ساتھ ہے ان کے جذبات کو اپنے جذبات سمجھتا ہوں صرف
تعارف کے طور پر چند جملے اپنے استاد مکرم کے سامنے عرض کرتا ہوں ایک
واقعہ بیان کرتا ہوں ، یہ واقعہ دیوبند کا ہے ۔ دیوبند میں امیر شریعت سید عطاء اللہ
شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ۔ طلباء نے بخاری سے تقریر کی درخواست
کی ۔ آپ نے انکار فرمایا ۔ فرمایا یہاں میں تقریر کرنے نہیں آتا ۔ بلکہ استفادہ
کے لئے آتا ہوں ۔ یہیں سے لے کر قوم کو دیتا ہوں ۔ میں تو لاؤڈ سپیکر آلہ
مکبر الصوت ہوں ۔ یہاں خوشہ چینی کے لئے آتا ہوں ۔ دینے نہیں لینے آتا
ہوں ۔ حضرت مدنی سے عرض کی شاہ صاحب نے ہمیں ٹرخا دیا ہے آپ
ہماری سفارش فرمائیں ۔ حضرت مدنیؒ نے فرمایا تو کہا بہت اچھا لیکن اس
مدرسے میں کچھ عرض نہ کروں گا ۔ بہتر ہے کہ جامع مسجد تشریف لے چلیں ۔
شاہ صاحب جامع مسجد تشریف لے گئے ۔ پتہ نہیں کہاں کہاں سے لوگ
آ گئے ۔ ہندو اور سکھ بھی باہر کھڑے تھے ۔ شاہ صاحب کی تقریر سننے کے لئے
اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے ۔ جس لَے کے ساتھ قرآن پڑھتے تھے ۔ یہ ان کا ہی
حصہ ہے ۔ خداداد ذوق تھا سنت کے مطابق پڑھتے تھے ۔ ایک واقعہ
عرض کرتا ہوں ۔ ایک مرتبہ دلی جانا ہوا ۔ اشتہار دیکھا کہ بخاریؒ تقریر
فرمائیں گے مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی اور جواہر لال نہرو نے پہلے ہی آ کر
کہا کہ میں تقریر کرنے نہیں آیا ۔ میں تو شاہ جی کا قرآن سننے آیا ہوں ۔ واقعی

جب شاہ صاحب سے قرآن پڑھنے کے بعد اس کی تشریح شروع کی تو پہلا اٹھ کر چلا گیا۔ تو دیوبند کی جامع مسجد میں شاہ صاحب تشریف لائے ایک رکوع پڑھا پھر دوسرا تیسرا پورا پارہ پڑھ دیا کسی نے مطالبہ نہ کیا کہ تفسیر بھی فرمائیں بس شاہ صاحب دعا کرکے چلے آئے۔ ایک مرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف فرما تھے۔ عرض کی حضرت ایک تمنا لے کر آیا ہوں۔ جی چاہتا ہے پوری دنیا کو قرآن سناؤں۔ تو شاہ صاحب جیسے لوگ بھی اکابر کے سامنے بولنے کی ہمت نہیں کرتے تھے۔

میری اور آپ کی ذمہ داریاں عظیم ہیں۔ حضورؐ کا فرمان ہے کہ علماءُ اُمتی کانبیاءِ بنی اسرائیل۔ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ ہماری ذمہ داریوں اور فرائض میں نہ کمی ہوتی ہے نہ زیادتی۔ یہ مفتی محمود صاحب سے سنا ہے کہ جامعہ ازہر مصر میں مصری گورنمنٹ نے اساتذہ کو اتنا بڑا اعزاز دے رکھا ہے جتنا وزیروں کا نہیں ہے۔ وزیروں کی اتنی تنخواہیں نہیں ہیں جتنی کہ اساتذہ اور مفتی کی ہیں۔ مفتی محمود صاحب نے فرمایا کہ میں ان کے دفاتر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پوچھا کہ یہاں تو معاملہ الٹ ہے تو وہاں کے افسر اتنا بڑا اعزاز یہ کس زاویہ سے کہا تھا۔ تو اس نے کہا کہ یہ کتاب و سنت کے علمبردار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب مناب ہیں۔ ان کے مقام کو دنیا سے کیا نسبت۔ مصر کا مفتی کبھی دورہ پاکستان آیا۔ اور علماء کے ساتھ ہی رہا۔ ادھر ہمارا ملک اتنے سال ہوگئے۔ دین کے نام پر لیا ہوا ملک ابھی تک انگریز کے قوانین۔ خدا جانے اونٹ کس کروٹ بیٹھے۔ جب انگریزوں نے علماء کو ختم کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے مساجد میں پناہ لی۔ دین کا کام کیا اپنی ذمہ داریاں اور جو فریضہ تھا۔ اس کو ادا کیا۔ یہ ان کا ہی صدقہ ہے کہ آج ایشیا میں اسلام زندہ ہے۔ یہ علماء دیوبند نہ ہوتے تو شاہ ولی اللہ اور حضرت مجدد الف ثانی کا نام بھی زندہ نہ ہوتا کسی طرح کونوں کھدروں میں اسلام کو زندہ رکھا۔ انہیں اپنا نام مقصود نہ تھا۔ روکھا سوکھا کھا کر ذمہ داریاں سنبھالیں۔ اور دین کے بچاؤ کا اہتمام کیا مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا اصول تھا کہ گورنمنٹ سے روپیہ نہ لیا جائے۔ گورنمنٹ کی امداد قبول نہ کی جائے۔ غرباء اور مساکین نے اپنی حلال کی کمائی سے جو کچھ دیا وہی پیسہ پیسہ جمع کرکے کام چلایا۔ اور دین کو چار دانگ عالم بلند کیا۔ الحمد للہ ہم ان ہی اکابر کے نام لیوا ان کے جانشین ہیں۔ ہم اپنی ذمہ داریاں محسوس کریں۔ عراق، شام، یمن وغیرہ میں پاکستان کا یہ کارنامہ ہے کہ ہر ملک اسلام کے نفاذ کے لئے حاصل کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے ملک اسلام کے نفاذ کے لئے حاصل نہیں کئے بہت بڑا فرق ہے۔ مسلمانوں نے تو یہ ملک کتنی قربانیاں دے کر حاصل کیا لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں۔ عزتیں قربان کرنی پڑیں۔ جو کچھ ہوا سب جانتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اسلام نافذ نہ ہوا کتنا افسوسناک مقام ہے کہ ملک کو بچانے آگے بڑھانے کے جو پہلے سے ایک بنیادی اسلام کو خطرہ ہے۔ عدلیہ انتظامیہ سب قرآن کے خلاف۔ ملک کا بڑا حصہ مایوس ہو کر الگ ہو گیا۔ اندازہ تو کریں کہ ہماری کتنی بڑی ذمہ داریاں ہیں سات سمندر پار سے آئی ہوئی قوم نے اس دین کو مٹانے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ آخر اس کو یہاں سے نکلنا پڑا۔ یہ دین اتنا سخت ہے کہ پھر بھی زندہ ہے جس قوم کا سورج کبھی غروب نہ ہوتا تھا۔ آج کئی کئی دن نکلتا ہی نہیں ہے۔ یہ ہماری ہی قربانی ہے۔ ہماری ہمت ہے۔ ہم ہی آخر باقی بچیں گے۔ اور اسلام نافذ ہوگا۔ اور آپ کے دم قدم سے ہوگا۔ زندہ رہے تو سب سے بڑے غازی اور اسی راستے میں موت آگئی تو سب سے بڑی شہادت حاصل ہوگی۔ اللہ مجھے آپ کو اسی راستے پر مرجانا اور اسی راستے پر جینا نصیب کرے۔ آج جو مسجدیں درسگاہیں خانقاہیں آباد ہیں آپ ہی کی بدولت آباد ہیں۔ اللہ آپ کو چار دانگ عالم میں اسلام نافذ کرنے کی توفیق دے۔ حکمرانوں سے کوئی توقع نہ رکھیں وہ دخل اندازی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رکھے جس روز دین نافذ ہوگیا اس روز ہم حقدار ہوں گے۔ ہم کس منہ سے آج پاکستانی اپنے آپ کو کہلائیں۔ پاکستان کی شکل و صورت ہم نے بگاڑ کر رکھ دی اس داستان کو چھیڑ کر نہیں دکھ ہوتا ہے۔ وہ دن جلد آئیں جب مدنی کی روح کو ٹھنڈک پہنچے۔ پاکستان بن گیا جیسا آپ جانتے ہیں۔ اس کو بنانے والوں کے ساتھ کیا ہوا قائد اعظم زہر سے نہیں مارے گئے۔ شبیر احمد عثمانیؒ زہر سے نہیں مارے گئے۔ لیاقت علی خان کو سر عام شہید کیا گیا یہ باتیں راز کی ہیں۔ ایک نہیں کئی واقعات ہیں۔ یہ درد دل کی کہانی کتنی عظیم قربانیاں ہم نے دی ہیں۔ یہ نہیں پھر قربانیاں نہ دی جائیں گی۔ ہماری نسلیں بھی یہ قربانیاں دیتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ تابندہ رکھے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ کے میرے استاد کو تا دیر سلامت رکھے اس مدرسہ کو اسی طرح تا ابد آباد رکھے۔ کسی حکومت کا محتاج نہ کرے۔ غیبی مدد سے سرفراز فرمائے۔ آمین

بقیہ: آنکھوں دیکھا حال

تو زبان میں طاقت گفتار نہیں تو قلم بھی بے بس ہے کیونکہ خلوص کے پروگرام کو ناپنے کا کوئی آلہ نہیں اللہ تعالیٰ ان عزیز نوجوانوں کو اپنے دین کی خدمت کے لئے تادیر زندہ و سلامت رکھے۔

ٹیلیفون نمبر ۶۶۵۲۵۵
ہفت روزہ خدام الدین لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۳

مولانا عبید اللہ انور پبلشر نے پرنٹر خواجہ شوکت علی پرنٹر ... میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔